Volume III
No. 18

SP. III-18-74 (E)
400

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, August 30, 1974

CONTENTS

	PAGES
Adjournment motion *Re* : Finance Minister's statement regarding loss due to damage to Tarbela Dam being most alarming—*Deferred*	723
Motion *Re* : Corruption in Agriculture Bank of Pakistan—*Deferred*	724
Motion *Re* : Wheat procurment policy of the Federal Government—*Talked out*	725
Motion *Re* : Formantion of Special Committee to draft Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate	750

PRINTED BY THE MANAGER, SHAMIM PUBLICATIONS LIMITED, LAHORE.
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI.

Price : Ps. 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Friday, August 30, 1974

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at four of the clock in the evening, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan), in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran).

Mr. Chairman : Now, we take up adjournment motions. Adjournment motion No. 47 by Khawaja Mohammad Safdar. Please move it.

ADJOURNMENT MOTION RE : FINANCE MINISTER'S STATEMENT REGARDING LOSS DUE TO DAMAGE TO TARBELA DAM BEING MOST ALARMING

Khawaja Mohammad Safdar : I big leave of the House to move a motion for the adjournment of the business of the Senate to discuss a definite matter of urgent public importance and of recent occurrence, namely, the statement of the Finance Minister issued in Pakistan Times of 29th August, 1974, shows that the loss due to damage to Tarbela is most alarming. He said that Tarbela was such a big Dam that even a small damage would cost lot of money. "Our resources are constrained and I cannot say as to what requirements would be there and wherefrom will these be met."

This statement shows that Pakistan will have to bear the cost of repairs, while the country, was given to understand that the WAPDA or the Pakistan Government has not taken over the Dam as yet.

This statement of the Finance Minister has caused grave concern and deep dismay in Pakistan.

Rao Abdus Sattar : I oppose the motion, and would request Khawaja Sahib that he should not press it, at this stage, because it is a policy matter. Tarbela was discussed in this august House and also in the National Assembly. Government is quite aware of the situation and

they are tackling the situation very carefully. I would, therefore, once again request Khawaja Sahib not to press the motion.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! اس میں پالیسی کا مسئلہ تو مجھے معلوم نہیں کیا ہے - البتہ اگلے روز محترم وزیر قانون صاحب نے ابتدائی کلمات میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ تربیلا ڈیم کی عمارات بند یا کوئی اور تعمیر ابھی تک ہمارے قبضے میں نہیں آئی ہے وہ اب تک ٹھیکیداروں اور مشیروں کے ذمہ ہے - اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو وہ اس کے ذمہ دار ہیں - اب وزیر خزانہ صاحب یہ ارشاد فرماتے ہیں ان کے الفاظ میں نے اپنی تحریک التوا میں درج کر دیے ہیں اور اس ملک کے عوام بھی پریشان ہیں - کہ اس کا کیا مطلب ہے - ایک صاحب کچھ فرماتے ہیں - دوسرے صاحب کچھ فرماتے ہیں - یہ ایک واقعاتی بات ہے - اگر تو ہم نے بند اور اس سے متعلقہ عمارات کے متعلق قبضہ حاصل کرنے کے بعد ان ٹھیکیداروں اور مشیروں کو لکھ کر دے دیا ہوا ہے تو تمام نقصان اب ہمارے ذمہ ہے اور اگر ہمارے ذمہ ہے تو اس کی مرمت وغیرہ ہمارے سر پڑے گی اور اگر ہم نے ان سے قبضہ حاصل نہیں کیا ہوا اور نہ ایسی کوئی تحریر دی ہوئی ہے تو وہ ذمہ دار ہیں - سیدھی سی بات ہے اس میں کوئی پالیسی کا مسئلہ مجھے تو معلوم نہیں ہوتا اور اگر کوئی ایسا خفیہ امر ہے کوئی گورنمنٹ کا راز جس کے افشا ہو جانے کا خطرہ ہے - تو وہ اور بات ہے - مجھے سمجھایا جائے کہ ملک کو خطرہ ہوگا یا ملک کو نقصان پہنچے گا میں تر ملک کی بہتری کے لیے یہاں آیا ہوں ملک کے نقصان کے لیے نہیں آیا ہوں - اس لیے یہ میری سمجھ میں بات نہیں آتی - اگر وزیر محترم تشریف لائیں تو زیادہ بہتر طریقے پر بتا سکیں گے -

Rao Abdus Sattar : It may be deferred till the arrival of the Finance Minister.

Mr. Chairman : The adjournment motion stand adjourned till the Finance Minister returns.

We will now take up motions under rule 187. There was one motion moved by Mr. Qurban Ali Shah but, I think, its consideration was deferred. So, we have to take up consideration of that motion.

MOTION RE : CORRUPTION IN AGRICULTURE BANK OF PAKISTAN

Khawaja Mohammad Safdar : It was deferred on account of the absence of the Finance Minister.

Mr. Chairman : His absence today is now a continuing process. So, the motion has to be deferred.

Rao Abdus Sattar : The position is that the mover of the resolution is also not present.

Khawaja Mohammad Safdar : That does not make any difference whether the mover of the motion is present or not.

Mr. Chairman : Mr. Qurban Ali Shah has moved this motion and it now becomes the property of the House and it is not for him to withdraw it now, because it is under consideration of the House.

Rao Abdus Sattar : His absence might mean that the Member does not want to press the motion.

Mr. Chairman : I don't know of any such tradition or convention or practice that absence of the mover means withdrawal of the motion. Anyhow, you agree that this motion should be deferred to some other day because the Finance Minister is out of station.

Rao Abdus Sattar : Yes, Sir.

Mr. Chairman : So, consideration of this motion is deferred. Item No. 3.

MOTION RE : WHEAT PROCUREMENT POLICY OF THE FEDERAL GOVERNMENT

Khawaja Mohammad Safdar : I beg to move :

"That the wheat procurement policy of the Federal Government be taken into consideration by the Senate."

Mr. Chairman : The motion is :

> "That the wheat procurement policy of the Federal Government be taken into consideration by the Senate."

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! اگر میں یہ عرض کروں کہ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی - تو ہمارے ملک کے حالات پر یہ ضرب المثل عین وارد ہوتی ہے کسی طرف تربیلا ڈیم کی وجہ سے ایک عظیم آفت اس ملک پر پڑی ہوئی ہے - اور دوسری طرف ہماری برآمدی پالیسوں کی وجہ سے کپاس کی تجارت کا بحران ابھی تک جاری ہے - اگرچہ ابھی حال ہی میں وفاقی حکومت نے اس بحران کو دور کرنے کے لیے چند اقدامات کیے ہیں لیکن میری رائے میں وہ چونکہ دیر سے ہوئے ہیں انتہائی دیر سے ہوئے ہیں اس لیے ان اقدامات نے وہ اثرات اور وہ نتائج پیدا نہیں کیئے جو کہ پیدا

ہونے چاہیے تھے - اسی قسم کا ایک اور بحران کہہ لیجیے ایک بدنظمی کہہ لیجیے غلط اندازے کہہ لیجیے - گندم کے متعلق بھی جناب والا اس ملک کو یہ بتایا گیا کہ رواں فصل کے دوران اس ملک میں پچاسی لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی ہے - مرکزی حکومت نے اس اندازے کے پیش نظر مختلف صوبوں کے لیے سرکاری خریداری کی حد مقرر کردی - یہاں تک کہ بلوچستان کو بھی نہیں چھوڑا جہاں کہ ابھی سال دو سال سے وہاں کے لوگ وہاں کی پیدا کی ہوئی گندم دیکھنے کے قابل ہوئے ہیں - جب سے فٹ فیڈر کنال جاری ہوئی ہے - تب سے وہاں کچھ گندم پیدا ہونی شروع ہوئی ہے تو وہاں بھی ۱۰ ہزار ٹن کی خریداری کی حد مقرر کر دی گئی ہے - یعنی اس مقدار میں گندم بلوچستان سے سرکاری طور پر خرید کی جائے - پنجاب میں ۱۸ لاکھ ٹن سرکاری خریداری کی حد مقرر کی گئی اس ۱۸ لاکھ ٹن کی تقسیم وفاقی حکومت نے اس طور پر کی - نو لاکھ ٹن صوبہ سرحد صوبہ 'بلوچستان' آزاد کشمیر اور وفاقی حکومت کی اپنی ضروریات جس میں کہ فوج کی ضروریات شامل ہیں - ان کے لیے مختص کی گئی اور بقایا نو لاکھ ٹن پنجاب کے صوبہ میں بسنے والوں کے لیے تجویز کی گئی لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے یہ مقام تخمینے غلط ثابت ہوئے اور آج جب کہ اگست بھی گزر چکا ہے۔ اور گندم کی فصل اپریل کے آخر میں منڈیوں میں آتی ہے اور عام طور اس کا لین دین جون تک جاری رہتا ہے - پنجاب میں صرف ساڑھے سات اور آٹھ لاکھ ٹن کے درمیان گندم خریدی گئی - مجھے خوشی ہوتی اگر گورنمنٹ کی خریداری کی حد پوری ہو جاتی - اور یہ ساڑھے سات لاکھ یا آٹھ لاکھ ٹن کس طرح حاصل کی گئی ؟ جناب والا! گذشتہ چار ماہ سے خصوصیت سے پنجاب میں ایک ایسی مہم چلائی جا رہی ہے - ایک ایسی خلاف قانون مہم چلائی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں چھوٹا کسان حد درجہ نالاں ہے - حکومت نے سرکاری خریداری کو رضاکارانہ رکھا یعنی کوئی شخص اپنی مرضی سے اپنی پیدا کردہ گندم حکومت کے کارندوں کے ہاتھ فروخت کرے یا نہ کرے - یہ اس کی اپنی مرضی تھی - کاغذات میں یہ اسکیم اسی طرح ہے - لیکن جس طرح اس سکیم پر عمل کیا گیا اس طرح کبھی جبری خریداری کی سکیم پر بھی عمل نہیں کیا گیا - جناب والا ! لوگوں کے گھروں سے گندم کا آخری دانہ تک اٹھا کے لے جایا گیا - ان کے پاس اپنے لئے بیج بھی نہ چھوڑا گیا - ان کے اور ان کے بچوں کی خوراک کے لئے گندم کا دانہ تک نہ چھوڑا گیا محض اس لئے کہ حکومت نے غلط طور پر انتہائی غیر دانشمندی سے ضلعی حکام کو یہ کہہ دیا کہ پانچ ہزار روپے ایسے افسر کو انعام ملیں گے جو زیادہ گندم فراہم کرے گا - اس کے علاوہ یہ انعام ملے گا اور وہ انعام ملے گا - اس طرح سرکاری افسروں کو کام کی ترغیب دینے کے لئے ایک نیا طریقہ

کار اور ایک نیا اسلوب اختیار کیا گیا۔ نقدی کی صورت میں انعامات کا اعلان ہو رہا ہے - نتیجہ یہ ہوا کہ انعامات حاصل کرنے کے لئے کسی قانون کی پرواہ نہ کی گئی اور لوگوں پر انتہائی تشدد روا رکھا گیا - میں اپنے ضلع کا ایک واقعہ سناتا ہوں جناب چیئرمین ! میں اس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں جو گندم کی پیداوار کے اعتبار سے deficit ضلع ہے - پنجاب میں سیالکوٹ - گجرات - جہلم - راولپنڈی - کیملپور - میانوالی ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ گندم کے اعتبار سے deficit اضلاع ہیں - میں سیالکوٹ کا رہنے والا ہوں - شہر سے کم و بیش چار میل کے فاصلے پر بہت دور نہیں - منڈیانوالہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے وہاں تحصیلدار صاحب اور ان کا عملہ گیا - وہاں پانچ - پانچ پانچ - سات سات - دس دس ایکڑ اراضی کے مالکان ہیں - ان کے گھروں کی تلاشی لی اور ان کے گھروں میں زبردستی گھس کر ان کی گندم بوریوں میں بھرنی شروع کر دی - انہوں نے انکار کیا اور کہا یہ گندم تو ہمارے اپنے کھانے کے لئے بھی ناکافی ہے - یہ چالیس من گندم ہمارے خاندان کے لئے ہے - ہم نے بیج بھی اپنے پاس رکھنا ہے - لیکن تحصیلدار صاحب نے کہا کہ یہ سب اٹھائی جائیگی - تو جب تحصیلدار صاحب اندر گندم بھروا رہے تھے تو گھر کے مالک نے باہر سے کنڈی چڑھا دی - ایک دو عملہ کے آدمی جو باہر تھے وہ بھاگتے ہوئے گئے اور ڈی - ایس - پی اور پولیس گارڈ وہاں لے گئے - انہوں نے تمام لوگوں کو گرفتار کر لیا انہوں نے کار سرکار میں مداخلت کی ہے - تو جب ضمانت کی درخواستیں سیشن جج کی عدالت میں پیش ہوئیں - - - -

Mr. Tahir Mohammad Khan : Point of order, Sir, I want to know whether the Honourable learned Senator wants to discuss the wheat policy of the Government or wants to discuss fair or unfair conduct of a certain public servant who is not the employee of the Federal Government as well.

Mr. Chairman : He is relevant in order to explain the policy of the Government and he is giving all those points. Khawaja Sahib ! Please proseed further.

خواجہ محمد صفدر : میں آپ کو وہ واقعات بتاتا ہوں - تو جناب والا ! جب سیشن جج کی عدالت میں ان کی ضمانت کی درخواستیں پیش ہوئیں تو اس نے دیکھا کہ قانون میں تو لکھا ہے کہ یہ voluntary procurement ہے تو انہوں نے تحصیلدار صاحب کے نام نوٹس جاری کیا کہ کس قانون کے تحت آپ کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ آپ کسی کے گھر میں گھس کر گندم حاصل کریں - تو اس قسم کے بے شمار واقعات ہوئے ہیں - یہاں تک کہ گورنر پنجاب کو ملتان میں یہ اعلان کرنا پڑا - میرے پاس وہ اخبار ہے - میں اس کا اقتباس پیش کرتا ہوں - انہوں نے کہا کہ ''اہلکاروں کو

سختی سے ہدایات کر دی گئی ہیں کہ وہ کسی طور بھی چھوٹے کاشتکاروں - چھوٹے رقبے کے مالکوں کو تنگ نہ کریں اور ان سے زبردستی گندم حاصل نہ کریں" حضور والا ! لیکن یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور اس سلسلے میں کسی اور کی نہیں میں حکمران جماعت کے ایک معزز رکن اور پنجاب کے ایک ایم - پی - اے کے بیان کی چند سطریں جو 23 اگست کو یعنی چار دن پہلے 'نوائے وقت' میں شائع ہوا ہے آپ کے توسط سے اس ایوان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں :- "راولپنڈی - پاکستان پیپلز پارٹی کے راہنما عبدالقیوم بٹ - ایم - پی - اے - نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ بارانی علاقوں سے زبردستی گندم خریدنے کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور اس سلسلے میں عوام کو پریشان کیاجا رہا ہے - آج ایک بیان میں مسٹر بٹ نے کہا ہے کہ پہلے یہ شکایت ملی تھی کہ ہر ایک پٹواری سے ساٹھ ساٹھ روپے طلب کئے گئے ہیں تاکہ مہنگے داموں گندم خرید کر حکومت کو مقررہ نرخوں پر گندم مہیا کی جائے - اب دیہی ڈپو ہولڈروں سے کہا گیا ہے کہ راشن صرف ان ڈپو ہولڈروں کو ملے گا جو دو دو بوری گندم محکمہ خوراک کو دیں گے - انہوں نے کہا بارانی علاقوں میں فاضل اناج پیدا نہیں ہوتا اس لئے ایسی تمام کارروائیوں کا مقصد عوام کو پریشان کرنے کے ماسوا کچھ نہیں - انہوں نے کہ "ارباب اقتدار کی جانب سے یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ پاکسان اب اناج کے معاملے میں خود کفیل ہو گیا ہے - یہ دعویٰ کرنے میں مشیر زراعت بھی پیش پیش تھے - - -"

گندم کی سرکاری خریداری کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کیے گئے ہیں میری غرض بتانے کی یہ تھی تو میرا مقصد یہ تھا کہ ہمیں چاہیے یہ تھا ہم ایسے طریقے اختیار کرتے جن سے کہ کاشتکار زمیندار خود بخود گندم حکومت کے حوالے کر دیتے -

جناب والا! مجھے اس سے بھی ذرا اختلاف ہے کہ آخر حکومت کیوں گندم اپنے گوداموں میں رکھے جب کہ خیال یہ ہو کہ ہم اپنی ضروریات کی حد تک خود کفیل ہو رہے ہیں - جناب والا - اگر حکومت نے - - - میں مثال دیتا ہوں بلوچستان کے زمینداروں سے 15 ہزار ٹن گندم خرید کر کے پھر اس صوبے کے عوام کو تین لاکھ ٹن یا ڈھائی لاکھ ٹن گندم سال بھر میں فراہم کرنی ہے تو اس خریداری کا کیا فائدہ - وہ گندم اگر لوگوں کے پاس رہے اور وہ اپنی ضروریات کو اس گندم سے پورا کریں - تو کیا وہ اچھا نہیں ہو گا بجائے اس کے کہ ایک دفعہ پہلے ان سے حکومت خرید کر لے آئے اور پھر دوسری دفعہ وہاں پہنچائے - اس ایوان میں میرے دوست سردار محمد اسلم نے - جن کا تعلق ضلع ہزارہ سے ہے - انہوں نے بار بار اس ایوان میں واویلا کیا کہ

ہزارہ میں گندم نہیں ملتی اور یہ درست ہے - آج سے چند ماہ قبل جون کی بات ہے جب میں ہزارہ میں گیا - تو وہاں مجھے عوام نے بتایا کہ ان کو جو آٹا مل رہا ہے - اس میں جوار ملا کر پسائی جا رہی ہے اور پھر ان کو آٹا دیا جا رہا ہے اور انہوں نے جوار بھی مجھے دکھائی اور وہ آٹا بھی مجھے دکھایا اسی طور پر ابھی اگلے روز محترم جنرل صاحب وزیر مملکت نے اس بات کو تسلیم کیا تھا کہ بلوچستان میں بھی جوار ملا کر آٹا عوام کو مہیا کیا جا رہا ہے - ایک طرف یہ دعویٰ کہ ہم گندم کی حد تک خود کفیل ہیں اور دوسری طرف عوام کو جوار کھانے پر مجبور کرنا اور مجھے نہایت ہی ادب کے ساتھ میرے دل میں ان کا بڑا احترام ہے - اچھے بزرگ ہیں - محترم جنرل صاحب ان کو یہ غلط بتایا گیا تھا کہ بلوچستان کی حکومت نے خود جوار خرید کی ہوئی ہے میں ثابت کر سکتا ہوں پچھلے سال ہماری حکومت نے امریکہ سے جوار درآمد کی تھی اور وہ جوار ملوں کو دی جاتی ہے اور وہ گندم کے ساتھ ملا کر پیس کر لوگوں کو دی جاتی ہے تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بجائے اس کے کہ کسی علاقے سے گندم حاصل کی جائے - پھر ان کو واپس مہیا کی جائے - غرض تو یہ ہے کہ گندم ملک سے باہر نہ جائے - وہ نہ محترم قائد ایوان کا کام ہے - نہ محترم قائد حزب اختلاف کا کام ہے وہ حکومت کا کام ہے کہ وہ ہماری سرحدوں کی اس طرح حفاظت کرے کہ یہاں سے ہماری ضروریات کی چیزیں جب کہ ان ضروریات کی چیزوں کی قیمت ہمارے ہمسایہ ملک میں زیادہ ہے ہمارے ملک سے باہر نہ جانے پائیں - اور وہ لوگ جو سماج دشمن ہیں - وہ اپنی ذاتی منفعت کے لیے قومی نقصان کا باعث نہ بنیں یہ حکومت کا فرض ہے - حکومت کے پاس اس قسم کی کئی تنظیمیں organisations ہیں ہیں - اور اگر ضرورت پڑے تو فوج کو بھی اس کام کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے F.S.F. ہے - Rangers ہے اور خبر نہیں کتنی تنظیمیں ہیں - جو کہ اپنی سرحدوں کی کی حفاظت کے لیے قائم کی گئی ہیں - میں حیران ہوں کہ اگر پنجاب میں فاضل گندم پیدا ہوتی ہے تو ہزارہ ضلع کی حدود پر check post لگانے کی کیا ضرورت ہے - اور ہزارے کے دوستوں کو کیوں مجبور کیا جائے کہ وہ جوار کھائیں - کیا وہ اسی طرح پاکستانی نہیں ہیں جس طرح پنجابی پاکستانی ہیں - سارے پاکستان کے ذرائع کو اگر اکٹھا کر دیا جائے یکجا کر دیا جائے - سارے ملک کو ایک منڈی تصور کیا جائے تاکہ مانگ اور رسد کے حساب سے قیمت بھی مقرر ہو جائے اور لوگ آسانی سے گندم خرید سکیں اور البتہ کسی علاقے میں کمی ہو جائے رسد میں کمی ہو جائے تو پھر البتہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ ان علاقوں میں گندم پہنچائے - اس لیے کہ میں بنیادی طور پر اس بات کے حق میں نہیں ہوں کہ صوبوں

کی سرحدیں بند کر دی جائیں کہ گندم ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں نہیں لے جائی جا سکتی یا ضلعی پابندی لگا دی جائے کہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں گندم نہیں لے جائی جاسکتی اور پنجاب میں تو جناب تحصیل وار پابندی ہے کہ ایک تحصیل سے دوسری تحصیل میں گندم نہیں لے جائی جاسکتی - میں حیران ہوں کہ آخر اس کا کیا فائدہ ہے - آج بھی مجھے علم ہے کہ لائلپور - ساہیوال - سرگودھا - ملتان - رحیم یار خاں میں زیادہ سے زیادہ گندم کا بھاؤ تیس تیس روپے کے لگ بھگ ہے لیکن اخبارات ہمیں بتاتے ہیں اور میرا اپنا ذاتی تجربہ بھی بتاتا ہے کہ جو کمی والے علاقے ہیں پنجاب میں - دور کے علاقوں کو تو جانے دیجیئے - جو پنجاب میں کمی والے علاقے ہیں - وہاں ۴۵ روپے اور پچاس روپے گندم کا بھاؤ ہے - میرے پاس وہ اخبارات بھی ہیں جن سے میں یہ حوالہ دے سکتا ہوں اخبارات میں یہ چیزیں شائع ہوئی ہیں اور میں خود جانتا ہوں کہ سیالکوٹ میں ۴۰ روپے پر بھی گندم کہیں سے نہیں ملتی - کچھ تو لوگوں نے خوفزدہ ہو کر چھپا لی اور کچھ ویسے مہنگی ہوگئی - صرف سیالکوٹ کی منڈی میں اور میں نے کہا تھا اور جب میں یہاں اجلاس میں حاضر ہونے کے لئے آ رہا تھا تو اس سے قبل میں نے باقاعدہ حساب کیا تھا کہ ضلع سیالکوٹ کی شہر کی منڈی میں سوا لاکھ من گندم کالونی اضلاع سے گذشتہ سالوں میں منگوائی جاتی رہی ہیں اور وہاں فروخت کی گئی تھی - اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر یہ پالیسی ناقص ہے -

Mr. Chairman : Just I interrupt you.

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I will take five minutes.

Mr. Chairman : You have got more than five minutes. The mover of the resolution and the Minister concerned will speak for thirty minutes and others Members, if any, will have ten minutes each. Yes. You have got about seven minutes.

خواجہ محمد صفدر : میں ختم کئیے دیتا ہوں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرے نقطہ نظر سے موجودہ تمام پابندیاں جو نقل و حمل پر عاید کی ہوئی ہیں - ان سب کو ہٹا دینا اس ملک کے عوام کے لیے فائدہ مند ہے اور میں یہ قطعی طور پر تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ہمارے بھائی اپنی ضروریات کے لیے اگر ضلع ہزارہ میں گندم لے جائیں گے یا بلوچستان میں لے جائیں گے تو اس سے ملک کو نقصان ہو گا - اور اگر نقصان کا احتمال ہو تو اس کے لیے ہماری گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ ہماری سرحدوں کی حفاظت کرے - حضور والا ! اس دھاندلی کا اس زبردستی کا - اور اس جبر کا ایک

اور برا نتیجہ بھی نکلنے والا ہے ۔ میں آپ کے توسط سے ارباب اقتدار کو بر وقت انتباہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ برا نتیجہ یہ ہے کہ آئیندہ گندم کی فصل بہت کم ہو گی ۔ کاشتی رقبے میں بے پنا کمی ہو گی خصوصیت سے پنجاب میں مجھے کئی کاشتکار اور زمیندار ایسے ملے ہیں جنھوں نے کہا ہے کہ ہم نے قسم کھا لی ہے کہ ہم آئیندہ گندم نہیں بوئیں گے گندم بوئیں قوم کی خدمت کے لیے اور اپنا پیٹ بھرنے کے لیے اور بے عزت الٹے ہوں ۔ یہی وجہ تھی کہ کل میں نے اس موضوع کے متعلق سوال کیا تھا اور محترم وزیر صاحب نے اس کا جواب دینا پسند نہیں کیا ۔ $25\frac{1}{2}$ روپے فی من گندم حکومت کی جانب سے مقرر کردہ قیمت حد درجہ غیر حقیقت پسندانہ ہے ۔ مختلف اشیا کے موجودہ جو بھاؤ ہیں کو پیش نظر رکھ کر یہ قیمت مقرر نہیں کی گئی ۔ اگر یوریا کی قیمت یعنی کھاد کی قیمت ۳۵ روپے سے ۷۵ روپے فی بوری ہو جائے ۔ اگر بجلی کے نرخوں میں اور اضافہ ہو جائے ۔ اگر زمیندار کی ضرورت کی اشیا کی قیمتیں بڑھ جائیں تو جناب والا ! یہ کیسے تصور کر سکتے ہیں کہ کاشتکار اور زمیندار اپنی گندم کی قیمت وہی رکھے گا ۔ جو آج سے دو سال پہلے تھی ۔ یا ایک سال پہلے تھی ۔

اگر اس ملک میں دوسری اشیا کی قیمتیں تقریباً تقریباً ٦۵ فیصدی بڑھ سکتی ہیں تو گندم نے کیا قصور کیا ہے وہ بھی انسان ہیں جو گندم کاشت کرتے ہیں ۔ وہ ایسی چیز کاشت کریں گے جن سے انہیں زیادہ سے زیادہ منفعت حاصل ہو گی ۔ اور ایسی چیز کاشت نہیں کریں گے جس سے منفعت تو چھوڑو ، ان کی اصل لاگت بھی پوری نہ ہو سکے ۔ میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں ، وقت کی کمی بھی پیش نظر ہے ، کہ گندم کی جو قیمت اس وقت مقرر کی ہوئی ہے اگر یہی بھاؤ رہے تو گندم پیدا ہی نہیں کی جا سکتی ، گندم کی کاشت ہو ہی نہیں سکتی گندم کی قیمت سے بڑے بڑے زمیندار زیادہ منافع چاہتے ہوں مگر جو اچھے کاشت کار ہیں وہ جائز منافع مانگتے ہیں ۔ ان کا خیال ہے کہ گندم کی قیمت اس سال کم از کم ۳۰ روپے من ہونی چاہیے تھی ۔ میں اگلے سال کی بات نہیں کر رہا ۔ اگر اس سال گندم کی قیمت ۳۰ روپے من ہوتی تو زبردستی گندم حاصل نہ کرنی پڑتی ۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ ہم کو حالات کا درست اندازہ لگانا چاہیے اور درست فیصلے کرنے چاہئیں ۔ ہمارا یہ فیصلہ کہ اس سال ساڑھے ۲۵ روپے فی من گندم کی خریداری کا بھاؤ ہو گا ، یہ دراصل یہ غلط تھا ۔ اگر ہم نے اس پر اصرار کیا تو جو سلوک گذشتہ ۵/٦ ماہ میں پولیس نے ، تحصیلداروں نے ، اور دوسرے اہلکاروں نے زمینداروں کے ساتھ کیا ہے ، اس کے پیش نظر مجھے خطرہ ہے اور انتہائی خطرہ ہے کہ آئندہ فصل کی بوائی بہت تھوڑے لوگ کریں گے ۔ فصل

کاشت نہیں کریں گے - اس لیے میں نہایت ادب سے محترم وزیر صاحب کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ پنجاب حکومت کو سختی سے روکیں۔ اس کے متعلق وزیر اعظم صاحب نے بلوچستان کے دورہ کے موقع پر پریس کانفرنس میں فرمایا تھا کہ ان کے پاس شکایات آئی ہیں کہ چھوٹے زمینداروں کے ساتھ سختی برتی جا رہی ہے ، ان پر زبردستی کی جا رہی ہے انہوں نے ایسا کرنے سے منع کیا تھا - لیکن کوئی منع نہیں ہوا -

ایک طرف تو غیر مقبول ذرائع سے ، بھونڈے طریقے سے تمام علاقوں سے خصوصاً پنجاب سے کیونکہ صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان سے تو ٹارگٹ پورا ہو چکا ہے ، گندم حاصل جا رہی ہے - پنجاب سے جتنی گندم سرکاری طور پر خریدنی درکار تھی اس مقدار کی ابھی نصف حاصل ہوئی ہے - اور بقایا نصف کو حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - اس لیے از راہ کرم ، انسانی ہمدردی کے طور پر ، اس خیال سے بھی کہ آپ کے ان اہلکاروں کی وجہ سے بھی آپ کی پارٹی کے خلاف ، آپ کی حکومت کے خلاف نفرت پیدا ہو رہی ہے - میں آپ کے بھلے کی بات کہہ رہا ہوں - اس وقت جو دھاندلی ہو رہی ہے اس کو روکیں - اگر روکیں گے نہیں تو آپ کے خلاف نفرت بڑھتی جائے گی -

دوسری بات میں یہ عرض کروں گا اور میں اب بھی اس بات پر اصرار کروں گا - ایسا ہو سکتا ہے کہ حکومت کے پاس بعض سیانے اور ماہرین ہیں - لیکن مجھے اتفاق نہیں ، میں اس بات کا قائل نہیں ہوں کہ گندم کی نقل و حمل پر پابندی عاید کی جائے پاکستان کے تمام صوبوں میں گندم کی ضرورت ہے - پنجاب ، بلوچستان ، سندھ اور فرنٹیر کے لوگ سب مل کر پیٹ بھر کر کھائیں تو ٹھیک ہے اگر ایسا نہیں ہو سکتا ہے تو پھر سب بھوکے رہیں - جہاں اجلاس تک ایک بھوکہ ہے اور جس حد ایک بھوکہ اسی حد تک دوسرا بھی بھوکہ رہے - اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ گندم کی ضلع وار پابندی ختم کی جائے ، صوبہ وار پابندی ختم کی جائے - یہ پالیسی قطعی طور پر ملک کی سلامتی کے خلاف ہے - ملک کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے -

جناب والا ! تیسری گذارش یہ ہے کہ بین الصوبائی پابندی ختم کرکے گندم کی قیمت منڈیوں میں رسد اور طلب کے مطابق مقرر کی جائے - یہ اجازت ان کو خود ہونی چاہیے -

جناب والا ! چوتھی بات یہ عرض کروں گا کہ میرا مطالبہ ہے کہ حقیقت پسندانہ قدم اٹھائے جائیں اگرچہ اس قسم کا اعلان صوبہ پنجاب کے گورنر نے کر دیا ہے کہ کاشت

سے پہلے ہی گندم کے نرخ مقرر کر جائیں گے ۔لیکن میں عرض کرونگا کہ اس بات کو سرخ فیتے کی نظر نہیں ہونے دینا چاہیے ۔ ماہرین کی رائے بجا ۔ لیکن انہیں چاہیے کہ ایسا نرخ مقرر کیا جائے جس سے ملک کے کسانوں میں یہ خیال پیدا ہو ۔ کہ گندم کو بونے سے وہ اپنی زمین سے زیادہ منفعت حاصل کر سکتے ہیں ۔ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اراضی میں گندم کاشت کریں ۔ اور اس طرح ملک ، گندم کے اعتبار خود کفیل ہو جائے اور ہمیں باہر سے گندم نہ منگوانی پڑے ۔ ظاہر بات ہے کہ ۲۵/۵۰ روپے فی من گندم نرخ مقرر کیا جاتا ہے اور گندم ہماری ضرورت سے کم پیدا ہوتی ہے تو پھر ہمیں باہر سے منگوانی پڑے گی ۔ کل پرسوں کی بات ہے : اخبار میں ایک خبر آئی تھی کہ کم از کم ۱۰۰ روپے من گندم ہمیں باہر سے منگوانی پڑے گی ۔ تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ہم اپنے کسان بھائیوں کو ۲۵ روپے سے ۵/ـ روپے زیادہ دے دیں ، بجائے اس کے ہم امریکہ اور آسٹریلیا کے کاشتکاروں کو ۱۰۰ روپے فی من کی حساب سے گندم کی قیمت ادا کریں ۔

زیادہ بھاؤ پر گندم اپنے بھائیوں سے خریدنی چاہیے ۔ میں ان گذارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ۔

جناب شیر محمد خان : جناب چیئرمین ! میں عرض کرتا ہوں ۔۔۔

جناب طاہر محمد خان : جناب چیئرمین ۔۔۔

جناب چیئرمین : سب سے پہلے میری نظر شیر محمد خان پر پڑی ہے اس لیے وہ تقریر کریں گے ۔

جناب طاہر محمد خان : جیسے آپ کی مرضی ۔

جناب چیئرمین : جی شیر محمد خان صرف اتنا یاد رکھیں کہ محرک اور متعلقہ منسٹر کے ۳۰/۳۰ منٹ اور جتنے ممبر بولنا چاہیں بول سکتے ہیں لیکن ان کے لیے ۱۰ منٹ مقرر کئے ہیں ۔

جناب شیر محمد خان : *صرف ۵ منٹ لوں گا ۔ جناب چیئرمین ! میں خواجہ صاحب کے احترام کے ساتھ اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ خواجہ صاحب نے اپنی لمبی چوڑی تقریر میں ایک طرف گورنمنٹ کی پالیسی کو ناقص قرار دیا ہے

* Speech not corrected by the honourable Senator.

لیکن دوسری طرف کوئی متبادل پالیسی پنش نہیں کی اور یہ بھی نہیں بتایا کہ کون سی وجوہات کی بنا پر گورنمنٹ کی پالیسی ناقص ہے - انہوں نے ہر پہلو پر تنقید کی ہے - ان کو ہر چیز ٹیڑھی نظر آ رہی ہے مگر انہوں نے اپنی طرف سے کوئی پالیسی ، متبادل پالیسی پیش نہیں کی یہ نہیں کہا کہ ''اس پالیسی'' کو چھوڑ دیں اور اس پالیسی کو اپنایا جائے اس سے عوام کی تکالیف کا مداوا ہو گا ان کی تکالیف ''ایسی'' پالیسی اختیار کرنے سے رفع ہو سکتی ہیں - انہوں نے ایسی کوئی تجویز پیش نہیں کی -

جناب والا ! میرا خیال ہے جب تک اس بنیادی اصول سے ہم انحراف کرتے رہیں گے اس وقت تک ملک میں گندم کی پالیسی ناقص ہی رہے گی اور وہ بنیادی اصول یہ ہے کہ ملک میں مکمل سوشلسٹ معیشت ہونی چاہیئے اسی پالیسی کی اساس پر ہر انسان سے کام لیا جائے - ہر شخص سے اس کی قابلیت و اہلیت کی بنا پر کام لیا جائے اور اس کو ، اس کی ضرورت کے مطابق دیا جائے -

جناب چیئرمین : اسلامی سوشلزم یا سوشلزم ؟

جناب شیر محمد خان : اسلامی سوشلزم -

جناب چیئرمین : ان دونوں میں بڑا فرق ہے -

جناب شیر محمد خان : جناب والا ! بات یہ ہے کہ پاکستان میں مسلمان بستے ہیں اس لیے ہم اسلام کی حدود اور اس کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے صرف اقتصادی نظام چاہتے ہیں - پاکستان میں اگر کوئی کسان گندم پیدا کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ اس کا بینک بیلنس ہو ، اس کی تجوری اور صندوق میں پیسہ آئے خواجہ صاحب نے اپنی طرف سے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ گورنمنٹ اگر ۲۵/۵۰ روپے فی من کے حساب سے گندم لینا چاہیے تو اگلے سال کسان گندم کی فصل کی بوائی بہت کم کریں گے یعنی بہت کم لوگ گندم پیدا کرنے کے لیے اپنے کھیتوں میں جا کر محنت کریں گے -

جناب والا ! ایک طرف سے خواجہ صاحب کا یہ ریزولیوشن آتا ہے کہ پاکستان میں اشیائے صرف کی قیمتیں بہت زیادہ ہیں اور اس ریزولیوشن ہیں وہ دنیا کی تمام کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں لیکن گندم جو انسان کی بنیادی ضرورت ہے - اس کے لیے وہ یہ کہتے ہیں کہ گندم کا نرخ زیادہ مقرر کیا جائے اور اگر حکومت کسان سے زیادہ نرخ پر گندم لے گی تو پھر مارکیٹ میں بھی گندم کا نرخ زیادہ ہو گا اور

اگلے روز پھر خواجہ صاحب یہ کہنے کی تکلیف کریں گے کہ پہلے حکومت اٹھارہ روپے فی من کے حساب سے گندم لیا کرتی تھی اور اب اس حکومت کی یہ غلطی ہے کہ اس حکومت نے گندم کا نرخ ۳۰ روپے فی من کر دیا ہے اور اس کا براہ راست اثر غریب عوام پڑے گا اور پیپلز پارٹی نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم روٹی دیں گے ، کپڑا دیں گے ، مکان دیں گے لیکن روٹی میں تو لوگوں کو پہلے ہی مار دے دی اور لوگوں کو روٹی مشکل سے ملتی ہے ۔ اب بات یہ ہے کہ اگر کسان سے ۲۵/۵۰ روپے سے زیادہ ریٹ پر گندم لی جائے ۔ تو یہ ٹھیک ہے کہ قیمت بڑھانے سے کسان کو زیادہ پیسے ملیں گے لیکن اس کا اثر پاکستان کے غریب لوگوں پر پڑے گا ۔ جو لوگ مارکیٹ سے گندم خریدتے ہیں ۔ ان پر اس کا اثر پڑے گا اور اس کے ساتھ ساتھ خواجہ صاحب نے یہ بات کہی ہے کہ حکومت لوگوں کو جوار کھانے پر مجبور کر رہی ہے ۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا ۔ کہ شاید خواجہ صاحب یہ کہیں گے کہ حکومت لوگوں کو گھاس کھانے پر مجبور کر رہی ہے ۔ فرینٹئر میں لوگ جوار خوش ہو کر کھاتے ہیں ۔ میں خود جوار کھانے والا ہوں جوار کوئی گھاس تو نہیں ہے ۔

(مداخلت)

جناب شیر محمد خان : بلوچستان میں اسی حکومت نے سب سے زیادہ غلہ پہنچایا ہے ۔ کسی زمانے میں لوگ وہاں گھاس کھاتے تھے ۔ جب وہاں کے لوگوں کی تقدیر کا فیصلہ سرداروں کے ہاتھوں میں تھا ۔ اب سرداروں کے ہاتھوں میں نہیں ہے ۔

(مداخلت)

Mr. Tahir Mohammad Khan : Point of Order.

Mr. Chairman : No interruptions, please. Yes, what is your point of order ?

Mr. Tahir Mohammad Khan : I want to request respectfully that the House must be called to order. It is not the way to conduct the proceedings. The learned Member is speaking and every one is interrupting him.

Mr. Chairman : I have already requested them not to interrupt.

جناب شیر محمد خان : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ بلوچستان اور فرینٹئر سے ہمارے ایوان کے مہربان دوست یہ کہتے ہیں کہ وہاں لوگ گھاس کھا

رہے ہیں لیکن ہم نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ دیکھا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ صرف یہی حکومت بلوچستان اور سرحد کے ان علاقوں میں لوگوں کے لیے غلہ پہنچا رہی ہے - جہاں لوگوں کے لیے گندم لینا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا اور اسی ریٹ پر پہنچا رہی ہے جس ریٹ پر لاہور میں لوگوں کو ملتا ہے - اور اسی ریٹ پر سوات میں اور مری بگٹی کے قبائلی لوگوں کو ملتا ہے - تو جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکومت لوگوں کو جوار کھانے پر مجبور نہیں کر رہی ہے بلکہ فرینٹئر میں جتنے بھی پختون ہیں - وہ گندم کے مقابلے میں جوار کھانا پسند کرتے ہیں جوار - - -

(مداخلت)

Mr. Chairman : You go on please and don't take very serious notice of the interruptions. Please allow him to proceed.

جناب شیر محمد خان : جناب والا ! جتنی دیر تک ہم غلے کے معاملے میں خود کفیل نہیں ہوتے - اتنی دیر تک ہم حکومت کو نہیں کہہ سکتے کہ وہ گندم میں جوار نہ ملائے لیکن بجائے اس کے کہ ہم اس کو موضوع بحث بنائیں کہ حکومت لوگوں کو جوار اور گھاس کھانے پر مجبور کر رہی ہے - تو جناب والا ! میں یہ عرض کرتا ہوں - کہ اگر حکومت کسان سے گندم نہ خریدے اور کسان کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے کہ جتنی گندم چاہے وہ اپنے گھر میں استعمال کرے - اور باقی گندم اپنی مرضی کے مطابق منڈی میں لے جا کر دکان پر بیٹھ جائے تو یہ ملک کے عوام کے ساتھ انصاف نہیں ہوگا بلکہ ناانصافی ہوگی کیونکہ وہاں آڑھتی جو ہوگا - وہ اپنی مرضی کے مطابق اس کو سٹاک کر کے اور مصنوعی قسم کی قلت پیدا کر کے پاکستان کے عوام کیلئے مصیبت کا موجب بن سکتا ہے اور حکومت کی یہ جو پالیسی ہے کہ گندم پیدا کرنے والے سے حکومت گندم خریدے اور پھر حکومت نے اس دفعہ 18 روپے سے بڑھا کر 25.50 روپے جو ریٹ مقرر کیا ہے - یہ بھی کسانوں کی بھلائی کیلئے کیا ہے - میں خواجہ صاحب سے اس معاملے میں بصد احترام اختلاف کرتا ہوں کہ کسان کے پاس اپنی مرضی کے مطابق گندم ہونی چاہئیے اور وہ خود اپنی مرضی سے کھائے اور خود اپنی مرضی سے اس اسکو منڈی میں لے جا کر فروخت کرے - اور پھر اسکے ڈیلر جو ہیں - انکو لوگوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے - وہ تو اس احساس پر زندہ ہیں کہ انکے پاس زیادہ پیسے ہوں - اسلئے حکومت زمینداروں سے غلا لے لیتی ہے تاکہ وہ اسکو سٹاک نہ کر سکیں اور پھر خود ان سے لیکر پاکستان کے تمام صوبوں میں گندم پہنچاتی ہے - اسکے ساتھ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں -

Mr. Chairman : Thank you very much. Yes, Mr. Qurban Ali Shah.

سید قربان علی شاہ : جناب چیئرمین ! خواجہ صاحب نے اپنی موشن کے حق میں دلائل دیتے ہوئے جو باتیں فرمائی ہیں ۔ میں نے ان سے تین چار نتیجے اخذ کیے ہیں ۔ ایک تو یہ کہ گندم کی Procurement پالیسی کی مخالفت کی ہے ۔ دوسری بات انہوں نے بلوچستان کے متعلق کہی ہے ۔ کہ پہلی دفعہ بلوچستان میں گندم کی جو Procure-ment 17 ہزار ٹن کے قریب ہوئی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ عنقریب وہ 20 ہزار ٹن کے قریب پہنچ جائے گی ۔ اسکی بھی مخالفت کی ہے ۔ اور کہا ہے کہ بجائے اسکے بہتر یہ ہوتا کہ وہ گندم لوگوں میں فروخت کی جاتی ۔ تیسری بات انہوں نے یہ بھی کہی ہے کہ پنجاب میں گندم کی Procurement کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے ۔ وہ صحیح نہیں ہے اور اس پر نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ گندم میں جوار ملائی جا رہی ہے اور گورنمنٹ اسمیں خود شامل ہے ۔ جناب والا مجھے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے خواجہ صاحب جو بہت پرانے پارلیمنٹرین ہیں ۔ انہوں نے کس طریقے سے اس پالیسی کی مخالفت کی ۔ جس سے غریبوں مزدوروں اور محنت کشوں کو فائدہ پہنچتا ہو یعنی گورنمنٹ جو گندم کی Procurement کرتی ہے ۔ وہ اسے زیادہ نرخ پر لینے کے بعد اسمیں Subsidy دیتی ہے ۔ اور تقریباً 22 ، 23 لاکھ ٹن گندم میں Subsidy دیتی ہے اور پھر وہ گندم مزدوروں کسانوں اور شہر کے لوگوں کو Subsidized rate پر مہیا کرتی ہے ۔ جس پر تقریباً عوامی حکومت سوا ارب روپیہ خرچ کر رہی ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ مزید سہولتیں دی جائیں اور غالباً خواجہ صاحب کی دلیل یہ ہے کہ گورنمنٹ وہ سوا ارب روپیہ کیوں خرچ کرتی ہے ، لوگوں کو سستے داموں آٹا یا گندم مہیا کرنے کیلئے ۔ آنکی اس دلیل سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے ۔ دوسری بات جو انہوں بلوچستان کے متعلق کہی ۔ مجھے اس پر حیرت ہے کہ بلوچستان سے جو گندم لی گئی ہے ۔ وہ سردست 17 ہزار ٹن ہے اور توقع ہے کہ وہ 20 ہزار ٹن ہوگی لیکن بلوچستان میں اس سے کہیں زیادہ گندم کی ضرورت ہے اور حکومت جو 17 ہزار ٹن گندم لے چکی ہے اور چیف منسٹر کے سٹیٹمنٹ کے مطابق تین ہزار ٹن گندم expected ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ گندم بلوچستان میں لوگوں کو Subsidized rate پر حکومت آٹے کی صورت میں مہیا کرتی ہے ۔ اگر ہم اعداد و شمار کا جائزہ لیں تو صرف بلوچستان میں جو گندم Subsidized ریٹ پر مہیا کی جاتی ہے ۔ اس پر عوامی حکومت 33 کروڑ روپیہ خرچ کر رہی ہے ۔ میں کس طریقے سے یہ سمجھوں کہ خواجہ صاحب بلوچستان کے غریب لوگوں کی وکالت کر رہے ہیں بلکہ دوسرے الفاظ میں وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم جو 33 کروڑ روپیہ خرچ کر رہے

ہیں - انکی ضرورت نہیں ہے - بلکہ گندم کو کھلا چھوڑ دیا جائے - تسیری بات جو انہوں نے کہی ہے - انہوں نے جو الزام لگایا ہے کہ پنجاب میں گندم زبردستی لی جا رہی ہے تو میں عرض کرونگا کہ ہر حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے ملک اور اپنے ملک کی آبادی کا اکثر و بیشتر حصہ جو غریب محنت کش لوگوں پر مشتمل ہے - جنکی آمدنی نہایت محدود ہے اور یہ پالیسی کوئی نئی پالیسی نہیں ہے بلکہ شروع سے یہی طریقہ کار چلا آ رہا ہے حکومت مہنگے داموں گندم خرید کر سستے داموں لوگوں کو سپلائی کرتی رہی ہے اور اس سلسلے میں لوگوں کو ہر سال تین باتیں بتائی جاتی ہیں - جیسا کہ وزراعظم صاحب کے مشیر نے کہا ہے کہ جو گندم کی فصل اس سال پیدا ہوئی ہے وہ کافی ہے ہم خود کفیل ہوگئے ہیں ان کے اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں 65 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی تھی اور سندھ میں تیرہ لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی تھی اور سندھ میں 13 لاکھ ٹن گندم کے مقابلے میں چار لاکھ ٹن گندم کا target مقرر کیا گیا اور پنجاب میں 65 لاکھ ٹن کے مقابلے میں 18 لاکھ ٹن گندم کا ٹارگٹ مقرر کیا گیا جہاں تک پالیسی کا تعلق ہے ، پالیسی کا سوال ہے سندھ گورنمنٹ نے کوشش کی کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ وہ گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کریں تاکہ دوسرے غریب لوگوں کو بھی اس گندم سے مستفید کیا جا سکے ایک بات اور دو ری بات کہ باہر سے گندم منگوانے کی ضرورت نہ پڑے اور ملک کا قیمتی زرمبادلہ بچ سکے لیکن سندھ میں جب گندم کا ٹارگٹ پورا ہو گیا تو اس وقت یہ شکایت پیدا ہوئی کہ جب یہ گندم کی فصل بوئی گئی تھی تو fertilizer کے دام دوسرے تھے بعد میں جب گندم بازار میں آ گئی تو کھاد کی قیمت 55 روپے سے 75 روپے کر دی گئی تو اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ایک بوری یوریا کی قیمت میں بیس روپے کا اضافہ کیا گیا اس لئے جب نئی گندم بوئی جائے گی تو اس کی قیمت میں بھی اضافہ کرنا پڑے گا تاکہ گندم کی فصل ہماری توقعات کے مطابق اتر سکے اور آج جو گندم باہر سے import کر رہے ہیں اور دو ارب چودہ کروڑ روپے کا زرمبادلہ خرچ کرتے ہیں وہ شاید بچ سکے - تو پنجاب کے بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں نے بجائے اس کے حب الوطنی کا ثبوت دیتے انہوں نے یہ مہم چلانی شروع کی کہ کسی طریقے سے یہ گندم Store کر لیں چونکہ سندھ میں گندم کی فصل اکتوبر یا نومبر میں بوئی جاتی ہے - اس لئے گندم ذخیرہ کرنے سے یہ کافی منافع حاصل کر سکیں گے جب آئندہ قیمتیں بڑھیں گی تو انہیں لاکھوں اور ہزاروں کا فائدہ ہوگا - ورنہ یہ بات تو نہیں ہے کہ سندھ میں گندم کی فصل اچھی ہوئی ہے اور پنجاب میں اچھی نہیں ہوئی تقریباً تقریباً فصل کی رپورٹیں فی ایکڑ پنجاب اور سندھ میں گذشتہ سالوں سے بہتر رپورٹیں بتائی جاتی ہیں اس مہم کو ناکام بنانے کیلئے انہوں

نے ابھی تک حکومت سے تعاون نہیں کیا اگر ہم اخبارات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوامی حکومت یہ چاہتی ہے کہ کسی قیمت پر بھی کسی پر زبردستی نہ ہو وزیراعظم صاحب نے جو ہدایات دی ہیں وہ وقت بوقت (وقتاً فوقتاً) اخبارات میں آئی ہیں اور اس معزز ایوان کے تمام ممبران کو یہ معلوم ہے ۔ گورنر پنجاب خود Procurement Policy پر نکلے ہوئے ہیں وہ کاشتکاروں کو بلاتے ہیں اور ان کے ساتھ مذاکرات کرتے ہیں اور ان کو یہ بتاتے ہیں کہ آپ گندم گورنمنٹ کو دیں تاکہ ہمیں گندم باہر سے نہ منگوانی پڑے، ملک کی بھلائی کی خاطر ملک کی بہبود کی خاطر ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن اس کے باوجود پنجاب میں 18 لاکھ ٹن کی بجائے صرف سات لاکھ ٹن Procurement ہوئی ہے بہرحال حکومت کی یہ کوشش ہے کہ کسی قیمت پر کوئی ایسا واقعہ نہ ہو جس سے چھوٹے کاشتکاروں پر زبردستی ہو اس کے بعد جناب چیئرمین ! میں ایک اہم بات کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرتا ہوں جناب خواجہ محمد صفدر صاحب نے قیمتوں کا ذکر کیا ہے میں آنکی اس بات پر اتفاق کروں گا اس ملک کے وسیع تر مفادات کیلئے اور اس ملک کے غریب عوام کے مفاد کیلئے میں نے تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے ڈان اخبار میں دنیا کے ایک دانشور کا قول پڑھا تھا انہوں نے کہا کہ ''اس وقت nuclear power سے زیادہ طاقتور اناج کا دانہ ہے جس ملک کے پاس اناج کا دانہ زیادہ ہے اسکی طاقت زیادہ ہے جسکو nuclear power کہا جا سکتا ہے اور بجا نہ ہو گا ۔ جناب والا ! اس میں اکوئی شک نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اگر برصغیر کی تاریخ دیکھی جائے تو سندھ اور پنجاب کا یہ خطہ جو کہ اب خوش قسمتی سے پاکستان کا حصہ ہے ۔ یہ حصہ ملک کے سارے صوبوں کو گندم سپلائی کیا کرتا تھا پھر اس کے بعد افسوس ناک صورتحال پیدا ہوئی کہ ہر سال گندم باہر سے منگوانی پڑتی ہے اور قیمتی زرمبادلہ کی ایک کثیر مقدار گندم import کرنے پر صرف ہو جاتی ہے ۔ ابھی 74-1973 کا جائزہ لیں تو صرف گذشتہ سال 2 ارب 14 کروڑ کا زرمبادلہ گندم کی خرید پر خرچ کیا ہے ۔ اگر دوسری خبروں کا جائزہ لیں تو اخبارات میں سے نازک صورتحال کا پتہ چلتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ امریکہ کی وہ ریاستیں جن میں گندم کی فصل زیادہ پیدا ہوتی تھی وہ خشک سالی کا شکار ہیں تقریباً یہی رپورٹ سویٹ یونین کی ہے کہ وہاں بھی اس سال گندم کی فصل اچھی نہیں ہوئی اور چائنہ نے جو کہ خودکفیل ہے ، self sufficient سمجھا جاتا ہے ، اس بات کو محسوس کرتے ہوئے اور خطرے کو بھانپ کر گندم store کرنی شروع کر دی ہے ۔ اور ہمارا ملک جو کہ ابھی خود کفیل نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر کاشتکار 75 روپے میں کھاد کی بوری لے اور 25·50 روپے فی من کے حساب سے گندم دے تو

کاشتکار کھاد ڈالنا چھوڑ دے گا اور پھر گندم اس کے اپنے گھر کی ضرورت کیلئے بمشکل پیدا ہوگی اور ہمیں حیرت ناک صورت کا سامنا کرنا پڑے گا اور اب جو زرمبادلہ دو ارب چودہ کروڑ خرچ کر رہے ہیں ہو سکتا ہے یہ بڑھکر تین کروڑ چار کروڑ یا پانچ کروڑ تک پہنچ جائے اس لئے ہمیں چاہیے کہ ایک حقیقت پسندانہ پالیسی ابھی سے بنا لیں اور ہم یہ محسوس کریں کہ ہم امریکہ کے کاشتکار کو ایک سو روپیہ فی من گندم دیں - سیدھی سی بات ہے دو اور دو چار کی بات ہے - - جناب والا ! میں صرف دو تین منٹ اور لوں گا آپ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہے ہیں لیکن چونکہ یہ ایک بڑا ہی اہم مسئلہ ہے اسلئے مجھے برائے مہربانی اس پوائنٹ کو واضح کرنے کیلئے تین منٹ اور بولنے کی اجازت دیں - - - -

جناب چیئرمین : آپ صرف دو منٹ اور بول سکتے ہیں -

جناب قربان علی شاہ : جناب والا ! دو ارب اور چودہ کروڑ کا زرمبادلہ امریکہ سے گندم خریدنے پر خرچ کرتے ہیں اور پھر اس پر سوا ارب کی Subsidy دی ہے - - جناب والا ! یہ ایک سیدھی سی بات ہے آپ فرض کیجئے کہ 35 روپے گندم کے ریٹ کے طور پر دیتے ہیں جس سے کہ آبادی کا ستر پچھتر فیصد حصہ جو کہ دیہاتوں میں ہے وہ مستفید ہوتا ہے اور باقی 25 فیصد جو کہ شہروں میں ہے انکو بھی گورنمنٹ اسی Rate پر دے سکتی ہے اسطرح ایک طرف تو دو ارب چودہ کروڑ کا قیمتی زرمبادلہ بچے گا دوسری طرف ملک خودکفیل ہوگا اور تیسری طرف سے ایک یہ فائدہ بھی ہو گا کہ جو سوا ارب کی Subsidy دی جاتی ہے اگر بائیس لاکھ ٹن پر اسکا حساب لگایا جائے 35 روپے کے حساب سے تو یہ سوا ارب سے بھی گھٹ جاتا ہے - تو پھر ہمیں آخر نقصان کیا ہے اور اسکی مخالفت کیوں کرتے ہیں ؟ اسلئے ہمیں چاہیے کہ ہم ابھی سے کوئی حقیقت پسندانہ پالیسی بنا لیں - شکریہ -

Mr. Chairman : Thank you.

جناب نعمت اللہ خاں : جناب والا ! اگر اجازت دیں تو میں صرف - - -

جناب چیئرمین : سارا ہاوس آپ کی تقریر سننے کا خواہش مند ہے -

جناب نعمت اللہ خاں : جناب چیئرمین صاحب ! سینٹر شیر محمد خاں اور سینٹر قربان علی شاہ نے جو اپنی سٹیٹمنٹ اور تفصیلات دی ہیں تو میں تمام اعداد و شمار کو دہرانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا میرے خیال میں وہ کافی ہیں - کچھ کچھ خواجہ صاحب سے پہلے مخالفت کرتے ہوئے پھر بھی ان کے ساتھ تعاون کر لیا ہے -

جہاں تک چھوٹے کسانوں اور کاشتکاروں کا تعلق ہے ، میرے خیال میں صرف ایک آدھا واقعہ ہوگا ، عام نہیں ہیں اور نہ گورنمنٹ کا یہ منشاء ہے کہ چھوٹے کسانوں اور کاشتکاروں کا نقصان کیا جائے اور خواجہ صاحب کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے یہ کاروائی بھی کی ہے کہ چھوٹے کسانوں کو ہراساں کیا ہے - چاہیے کہ ہر ایک کسان اپنی ضروریات خاندان اور کاشت کی ضرورت کے لیے جو گندم ہو وہ ضرور رکھی جائے - اس سے جو فاضل گندم ہو وہ لی جائے- نمبر ۲ یہ ہے کہ جہاں تک گندم کے ریٹ کا تعلق ہے وہ بھی گورنمنٹ نے پہلے سے مہربانی کی ہے اور انہوں نے حقیقت کو جان کو ریٹ زیادہ کر دیئے ہیں - پھر بھی اگر کھاد کی وجہ سے گورنمنٹ سوچے گی کہ اور بھی زیادہ کرنے کی ضرورت ہے تو انشاء اللہ گورنمنٹ اس پر ضرور غور کرے گی - نمبر ۳ خواجہ صاحب کا یہ بیان ہے کہ restriction بالکل دور ہو جائے میرے خیال میں یہ بات اچھی ہے اور شروع میں بھی restriction نہیں تھی ہر ایک چیز کی restriction ختم ہو جائے ، تو سب سے بہتر بات ہوگی ، لیکن بعض ایسی چیزیں ہیں جن کی غیر ممالک میں قیمتیں زیادہ ہیں اور یہ سمگل ہوتی ہیں اور اگر گورنمنٹ procurement نہ کرے اور اس کو چھوڑ دے تو میرے خیال میں بڑا اچھا ہے - وہ غریب مزارع سے گندم لے کر سمگلنگ کی کاروائی شروع کریں گے نتیجہ یہ ہو گا کہ گورنمنٹ کے پاس بھی کچھ نہ ہو گا اور اور گندم بھی ملک سے باہر گئی ہوگی اور غریب لوگ ہیں جن کی زمینیں نہیں ہیں یا مزدور محنت کش ہیں اور یہ ایسے لوگ ہیں جن کی خود گندم نہیں ہے ، تو اس کو بڑی تکلیف ہو گی - جہاں تک گورنمنٹ کی procurement کا تعلق ہے میرا اس کے ساتھ اتفاق ہے اور اس کے بغیر اگر procurement نہ کریں تو اور تکلیفات زیادہ ہو جائیں - خواجہ صاحب اس کی متبادل تجویز کا بھی بندوبست کر سکتے ہیں تو کر لیں گندم کی سمگلنگ روکنے کی گورنمنٹ کوشش تو کرتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہ سمگل ہوتی ہے - اس لیے یہ بہتر طریقہ ہے کہ جتنی procurement کرے گی اتنی ہی گورنمنٹ محفوظ ہو جائے گی - ان کے ذخائر میں خزانے میں نہیں جائیں گے - اس لیے میرے خیال میں خواجہ صاحب کو procurement سے اس حد تک اتفاق ہو گا - وہ اس کے متبادل اچھی تجویز پیش کر سکتے ہیں - باقی یہ ہے کہ restriction کے متعلق یہ ایک بات ہے کہ اگر restriction بالکل نہ ہو یہ ہونا چاہیے کہ deficit علاقے جو ہیں ان کو زیادہ گندم ملنی چاہیے - میرے خیال میں procurement شروع سے آ رہی ہے - میرے خیال میں یہ پالیسی بالکل درست ہے اور ساتھ ہی ساتھ گورنمنٹ سمگلنگ کا انسداد بھی کرے - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

Mr. M. Zahurul Haq : Sir, I want to say a few words.

Mr. Chairman : Do You want to speak ?

Mr. M. Zahurul Haq : Yes, Sir.

Mr. Chairman : We have had enough of speeches, although I don't for mind if you speak. You can speak for ten minutes.

Mr. M. Zahurul Haq : Thank you very much, Sir. I will not speak more than five minutes.

Mr. Chairman : I think, he would be the last speaker.

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I would like to reply to some of the points raised by some of my friends.

Mr. Chairman : Have you got right of reply ?

Mr. Khawaja Safdar : Yes, Sir.

***Mr. M. Zahurrul Haq** : Sir, I believe the motion moved by Khawaja Mohammad Safdar to discuss the procurement policy of the Federal Government about wheat and the speech which he has made consists of a very constructive criticism. He has taken pains to give figures and facts, and has touched on certain fundamentals of the economy of this country. Unfortunately, certain speakers from the Treasury Benches have unnecessarily dragged it into a political discussion. Khawaja Safdar very clearly said to the gentlemen on the other side." It is for your benefit that I am raising this criticism so that one of your fundamental slogans about 'Roti' should not go by default". Therefore, he referred to various figures and facts which, I believe, he knows more than me that one of the fundamental factors of the economy of this country is agriculture, and one of the fundamental factors in the agriculture is wheat, and connected with this fundamental factor of economy and agriculture and wheat, we are also concerned about the foreign exchange. So, in very plain words he has suggested that if a country is basing its entire economic policy on agriculture, then agriculture should be developed into two fold manner. Firstly, we should not depend on imports from abroad which will be a burden on our foreign exchange capacity and secondly, we must encourage the tiller of the land that he should till wheat and for that purposes, Khawaja Mohammad Safdar has given a very very valid and genuine suggestion saying why should we pay hundred or two hundred rupees to the tiller of Canada, United States or Australia? Why not encourage the till of the land here?And if the Members the other side are very much concerned about the workers etc, I can make on a suggestion with the permission of Khawaja Sahib that you can get hold of those landlords who are capable of providing thousands tons of

*Speech not corrected by the honourable Senator.

wheat to the Government. Give them a lesser rate to stick to your own promises and give a better rate to the man who has got hardly five acres of land. So, I submit that this is a very constructive speech, and we should not unncessarily drag it into political discussion– Treasury Benches vs. Opposition Benches. It should be taken notice of. It is for the guidance of the Government to resolve this problem in a realistic manner. Tank you very much.

Mr. Tahir Mohammad Khan : Sir, after his speech, I must have two minutes. I was trying to avoid this because I know that this does not please you.

Mr. Chairman : Yes.

Mr. Tahir Mohammad Khan : But, after all I am politician. This is a part of my political profession.

جناب چیئرمین ! شاید میں تقریر نہ کرتا کیونکہ آپ اس بات کو پسند نہیں فرماتے کہ میں آپ کے نائب کی حیثیت سے یہاں پر تقریریں بھی کروں But sir, as a politician this is a part of my political profession میں بہت دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں دو Exploiters ہیں - ایک کھلا ہے - open ہے جو ساہوکار ہے - زمیندار ہے - جاگیر دار ہے - سرمایہ دار ہے اور ایک Latent Exploiters ہے جو میرے دوست خواجہ صفدر اور اس ملک کے intellectuals کو اور اس ملک کے ساہوکاروں کو - جاگیر داروں کو اور زمینداروں کو عقل اور ذہن دیتا ہے اور exploiting کا طریقہ بتاتا ہے - جناب والا ! میرے دوست ظہور الحق صاحب نے کہا کہ یہ سیاسی تقریر نہیں تھی تو اس لئے میں تقریر کرنے پر مجبور ہوا ہوں - میں یہ بھی عرض کروں کہ ہم ایک Scientific Economy کی طرف بڑھ رہے ہیں ، یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ اگر میں لفظ scientific socialism کہونگا تو مجھے پتہ ہے کہ بعض لوگوں کو بہت تکلیف ہوگی - - -

خواجہ محمد صفدر : آپ چاہے چار قدم اور آگے جائیں ہمیں قطعاً تکلیف نہیں ہوگی -

جناب طاہر محمد خان : میرا خیال ہے کہ لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی تو Scientific socialism کی پالیسی یہ ہے کہ حکومت ہماری ضروریات کی ذمہ داری لے - روٹی - کپڑے اور روز مرہ کی جو تمام ضروریات ہیں ان کی ذمہ داری لے - ایک طرف سے حکومت پر burden ڈالتے ہیں اس ذمہ داری کے ساتھ کہ تم غذا کی تمام ضروریات پوری کرو گے اور دوسری طرف یہ چاہتے ہیں کہ حکومت سے وہ تمام اختیارات چھین لیں کہ پیداواری وسائل کی کم از کم - - - میں اس وقت مکمل نہیں

کہتا ۔ کم از کم ہر چیز کو usurp کیا جائے ۔ خواجہ صاحب جانتے ہیں کہ یہ حکومت کے فرائض میں سے ہے کہ وہ بلوچستان کے ۔ گوادر کے اور دوسرے دور دراز دیہات میں بھی گندم اور آٹا مہیا کرے ۔ اس وقت تو یہ کہیں گے کہ procurement پالیسی اختیار نہ کی جائے اور اگر کی جائے تو کمزور ہو اور تمام کی تمام گندم سمگل ہو جائے ۔ تو جب حکومت پر ایک طرف سے یہ burden رکھا جاتا ہے کہ وہ اس ملک میں ہر جگہ ۔ ہر گاؤں میں ہر گھر میں جہاں بھی کوئی کھانے والا شخص ہے اس کے لیے گندم مہیا کی جائے تو دوسری طرف سے یہ لوگ تاجروں کا ۔ ساہوکاروں کا اور سرمایہ داروں کا cause plead کرتے ہیں کیوں کہ یہ جانتے ہیں کہ اس کا فائدہ چھوٹے کاشتکار کو چھوٹے کسان کو یا چھوٹے زمیندار کو نہیں ہو گا ۔ اس کا تمام فائدہ اس ملک کے تاجروں اور بڑے جاگیرداروں کو ہو گا ۔ یہ Open Market Economy چاہتے ہیں تاکہ وہ خریدیں تو اپنی مرضی سے اور اگر نہ خریدیں تو اسے سمگل کرا دیں ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بنیادی طور پر contradicting بات ہے ۔ اس لیے یہ الفاظ جو ریزلیوشن میں لکھے گئے ہیں .The procurement policy of the Govt" اس پالیسی پر اعترض کرنا کہ یہ procurement policy نہیں ہونی چاہیے ۔ یہ سخت متصادم اور contradictory بات ہے کہ ایک طرف حکومت پر ذمہ داری ڈالیں اور دوسری طرف حکومت کو یہ اختیار نہ ہو کہ وہ ملک کی پیداوار کو کنٹرول کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو ملک سے باہر چلی جائے یا بلیک کے راستے سے پچاس ۔ ساٹھ روپے من بکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواجہ صاحب نے اس پالیسی پر سرے سے بات ہی نہیں کی ۔ خواجہ صاحب چھوٹی چھوٹی باتوں کی تفصیل میں گئے ۔ انہوں نے اصل میں حکومت کی procurement پالیسی پر بحث نہیں کی ۔ وہ حکومت کے بعض اداروں کے بعض ملازمین کا محاسبہ کر رہے تھے اور شاید ہم بھی ان کا ساتھ دیتے اگر یہ گندم کی procurement پالیسی پر اعتراض کرتے اور اگر وہ اس کے لیے کوئی constructive بات بتاتے تو ہم کہتے کہ یہ بڑے محب وطن ہیں ۔ لیکن یہ بار بار کہتے رہے پنجابی ۔ پٹھان ۔ بلوچی ۔ یہ بات عمداً اس لیے کہی جاتی ہے کہ اس ملک کے لوگوں میں تعصب اور عناد کا بیج بویا جاتا ہے ۔ تو یہ چھپی زبان میں وہی کام انجام دینا چاہتے ہیں جو اس ملک کے دشمن کھلے طور پر کر رہے ہیں ۔ شکریہ ۔

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں زیادہ وقت نہیں لونگا - - -

Mr. Chairman : Do you like to speak after the Minister ?

خواجہ محمد صفدر : وزیر صاحب کے بعد مجھے بولنے کا حق نہیں ہو گا۔ رولز میں یہ لکھا ہے کہ میں اراکین سینٹ کے اعتراضات کے جواب میں وزیر صاحب سے پہلے اپنی گذارشات پیش کروں رولز ۲۰۰ اور ۱۹۹ میں واضع طور پر درج ہے :

Rule 200—

> "Subject to the provisions of sub-rule (3) of 199, the reply of the mover of the original motion shall in all cases conclude the debate."

Sub-rule (3) of Rule 199—

> "A member who has made a motion may speak by way of reply, and if the motion has been made by a private member, the Minister concerned may speak after the mover has replied."

جناب والا ! میرے محترم دوست سینیٹر شیر محمد خان صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے کوئی متبادل تجویز پیش نہیں کی ۔ میں نے آپ کے توسط سے نہایت ہی واضع الفاظ میں یہ گذارش کی تھی کہ بجائے اس کے کہ حکومت کسی Canadian یا کسی امریکن کاشت کار کو سو روپیہ یا اس سے زائد فی من قیمت ادا کرے بہتر یہ ہوگا کہ وہ اپنے کاشت کارکو موجودہ ریٹ سے چند روپے زیادہ ادا کرے تاکہ آئندہ سال زیادہ رقبے پر فصل کی کاشت کی جا سکے اور ہم زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کر سکیں تاکہ یہ ملک خوراک کے اعتبار سے خود کفیل ہو ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ یہاں سائنٹیفک سوشلزم کی بات کی گئی ہے ۔ یہ تو اپنی اپنی مرضی ہے جس کا جی چاہے وہ سائنٹیفک سوشلزم کی بات کرے ۔ انہوں نے بھی کی ہے ۔ محترم طاہر محمد خان صاحب نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں ۔ یہ تو اپنی اپنی رائے ہے ۔ میں تو اسلام کے اس نظریے کا حامی ہوں کہ جب حصرت عمرؓ سے خوراک کے مسئلہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے بطور امیرالمومنین ارشاد فرمایا تھا کہ اگر فرات کے کنارے ایک کتیا بھی بھوک سے مر گئی تو قیامت کے روز عمرؓ سے محاسبہ کیا جائے گا ۔ تو میں ایسے معاشی نظام کو مانتا ہوں کہ جس میں ایک کتیا بھی بھوکی نہ رہے ۔ شاید سائنٹیفک سوشلزم میں بھی یہ بات ہو۔ چشم ما روشن دل ماشاد ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ جناب والا ! میرے دوست نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے procurement policy کی مخالفت کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ غریب کسانوں ۔ غریب مزدوروں اور اس ملک کی غریب دیہی اور شہری آبادی کو بھی

راشن نہیں مل سکے گا - شاید میرے دوستوں کو علم نہیں اس وقت شہری علاقوں میں راشن کی مقدار بارہ (۱۲) چھٹانک فی کس فی ہفتہ ہے - یہ حکومت حاتم طائی کی قبر پر لات مار رہی ہے کہ ایک شخص کو پیٹ بھرنے کے لیے ڈیڑھ چھٹانک یومیہ کے حساب سے آٹا دیا جاتا ہے - کیا اس سے پیٹ بھرتا ہے ؟ ہر شخص کو بازار سے آٹا خریدنا پڑتا ہے - اس وقت میں آپ کے علم کے لیے عرض کرتا ہوں کہ ہر ملک میں راشننگ نہیں بلکہ Provisioning Scheme نافذ ہے کہ تھوڑا سا supplement کر دیا جاتا ہے تمام ملک میں راشننگ نہیں - اس لیے انہوں نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے حقائق کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ارشاد فرمایا ہے - اس لیے میں ان کی بات کی زیادہ اہمیت نہیں دیتا - شاید میں اپنی بات کی وضاحت نہیں کر سکا - یہ میرا قصور ہے - میری رائے میں جیسے میں نے عرض کی ہے اگر حکومت پہلے سال کی طرح کرتی اور زبردستی نہ کرتی تو پہلے سال اگرچہ اس سال کے مقابلے میں کم فصل ہوئی تھی تب بھی دس لاکھ ٹن گندم پنجاب کی حکومت نے پہلے سال خرید کی تھی - - - - اور اس سال حکومت کی اپنی حماقتوں اور کوتاہ نظری کی بنا پر اس کا Target پورا تو چھوڑئیے آدھا بھی نہیں ہوا اگرچہ کاغذ پر لکھا ہوا ہے کہ یہ رضاکارانہ خریداری اسکیم ہے - جبری خریداری نہیں ہے - میرے دوستوں کو شاید یہ بھی علم نہیں ہے کہ compulsory procurement میں اور voluntary procurement میں کیا فرق ہے رضاکارانہ خریداری کی اسکیم کے تحت لوگوں سے گندم برضا و رغبت حاصل کی جاتی ہے زبردستی نہیں کی جاتی - شکایت یہ تھی کہ زبردستی ہو رہی ہے - تو اگر زبردستی نہ کرتے تو شاید خریداری کی مقررہ حد جو ابھی نصف سے کچھ زیادہ ہوتی ہے وہ پوری ہو جاتی یا اس سے زیادہ ہو جاتی - مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت مناسب خیال کرتی تو ان علاقوں کو جو اس ملک کے Deficit علاقے ہیں انہیں گندم مہیا کرنے کے لیے گندم کی نقل و حمل پر پابندی نہ لگائی جاتی - میرے دوست طاہر محمد خان کو اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ میں نے ہم صوبوں کا نام کیوں لیا ہے اس لیے میں نام نہ لیتے ہوئے یہ عرض کروں گا پاکستان کے ان علاقوں میں جہاں کہ گندم کم پیدا ہوتی ہے - جہاں گندم کی ضرورت ہے - اور جہاں لوگوں کو جوار کھانے پر مجبور کیا جا رہا ہے - انہیں گندم مہیا کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ گندم کی نقل و حمل پر پابندی نہ لگائی جائے اور گندم کی نقل و حمل پر موجودہ پابندی اٹھا دی جائے - تاکہ سارے پاکستانی ایک ہی قسم کی خوراک - غذا - اور ایک ہی بھاؤ پر کھا سکیں -

جناب والا ! مجھے خوشی ہو گی اگر حکومت مکمل راشننگ نظام اس ملک میں

نافذ کر دے - لیکن وہ اتنا بوجھ برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے - اور نہ ہونا چاہیے - اتنا بوجھ اگر وہ اٹھانے کے لیے تیار ہو تو میرے لیے خوشی کا باعث ہو گا کہ میرے غریب مزدور بھائی یہ کسان بھائی - اور ویسے جو غریب طبقہ ہے ان کو مقررہ نرخوں پر گندم مل جائے گی یا گندم کا آٹا مل جائے گا - ایسا نہیں ہو رہا ہے اور نہ ہی حکومت کی منشاء ہے اس لیے میری تجویز سے کسی غریب کو یا کسی کسان کو نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں ہے اور نہ ہی میں چاہتا ہوں کہ ان کو کسی قسم کا نقصان پہنچے -

جناب والا ! آخر میں میں اپنے دوستوں سے یہ درخواست کروں گا اور حکومتی پارٹی سے بالخصوص کہ اگر وہ چاہتے ہیں - کہ آئندہ فصل بہتر ہو - اور یہ ملک خود کفیل ہو گندم کے اعتبار سے خوراک کے اعتبار سے تو ان کو موجودہ گندم سے متعلق پالیسی پر جلد سے جلد نظر ثانی کرنا ہو گی - اور اس پر اس طور سے نظر ثانی کرنی ہو گی کہ اس کے نرخ جو ہیں وہ عام کاشتکار کی لاگت قیمت کو مد نظر رکھ کر طے کیے جائیں اور یہ یک طرفہ طور پر صرف اپنی خواہش کی بنا پر گندم کی قیمت مقرر نہ کی جائے - اور مختلف اشیا کی جو قیمتیں حکومت نے بڑھائی ہیں ان کو پیش نظر رکھا جائے کہ گندم میں استعمال ہونے والے Inputs کی قیمت کہاں تک پہنچ گئی ہے - اور گندم کی قیمت کیا ہونی چاہیئے - ورنہ مجھے پھر ان کو انتباہ کرنا ہو گا کہ آئندہ فصل کے وقت ہمیں ان مشکلات کا سامنا ہو گا -

جناب چیئرمین : میجر جنرل جالدار

میجر جنرل جالدار : *جناب چیئرمین ! میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کہنا ہے بڑا مختصر کہنا ہے - اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ Opposition for the sake of opposition ہو میں اس کے بڑا سخت خلاف ہوں اگر اس میں کسی نے اچھے points raise کئے ہیں - تو گورنمنٹ کو ان پوائنٹس کو accept کرنا چاہیے اور اگر گورنمنٹ نے کوئی اچھے points raise کیے ہیں تو اپوزیشن کو وہ accepts کرنے چاہیے - ہماری بد بختی یہ ہے اور ہماری بد بختی یہ رہی ہے کہ اکثر تو ہم لوگ بجائے اس کے points دیکھیں - ہم اپوزیشن کرتے ہیں لیکن فی الحال میں صرف ان چیزوں کی صفائی پیش کرنا چاہتا ہوں جہاں کہ دونوں طرف کہیں نہ کہیں objection ہوئے ہیں - جہاں جہاں raise points goods

* Speech not corrected by the honourable Minister.

گورنمنٹ نے یا اپوزیشن نے پہلے میں ان کو touch کرنا چاہتا ہوں ۔ ہم یہ جو target پر نہیں پہنچے اصل میں اس کی دو وجوہات ہیں ایک تو قدرتی ہے کہ شروع میں floods رہے بونا دیر سے ہوا اور پھر آخر میں یہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے دانہ پورا نہ ہوا ایک تو ہمیں Nature نے مارا ۔ دوسری طرف غلطی بھی ہوئی ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ۔ کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ اتنی acreage نہیں بوئی گئی ہے ۔ جتنی کہ پہلے شروع میں بتائی گئی ۔ تھوڑی بہت غلطی بھی ہوئی ہے مانتے ہیں لیکن یہاں Nature اور اپنی تھوڑی بہت غلطی اور پھر آخر میں صرف calculation میں اور لوگوں نے بھی کیونکہ ہماری قوم بڑی ایماندار قوم ہے انہوں نے hoarding شروع کی خواجہ صاحب نے خود ذکر فرمایا ہے کہ اگر تیس روپے فی من گندم ہوتی تو یہ target پورا جاتا تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چیز ہے لیکن لوگوں نے افسوس کی بات ہے ۔

They did not play the game, which they should have played.

بلوچستان کے اوپر جو objection ہوا ہے کہ بلوچستان میں بھی زمینداروں پر کچھ تھوڑا بہت بوجھ ڈالا گیا ہے ۔ تو میں تو کہتا ہوں کی بڑی خوشی کی بات ہے کوئی objection کی بات نہیں ہے ۔ کیوں کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے بلوچستان کو بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آگے بڑھایا ہے ۔ تو وہ بھی اپنا فرض ادا کریں گے ۔ جو کچھ بھی ہے بڑی اچھی بات ہے کہ جو بوجھ ان پر ڈالا گیا تھا ۔ بڑی ہمت سے انہوں نے قریباً اس سے double produce کیا ہے ۔ میں اس بات کی اپنی طرف سے بلوچستان کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ باقی اگر کسی نے کوئی خلاف قانون کارروائی کی ہے۔ تو اگر حکومت کو cases بتائے جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور action لیا جائے گا اس کو دریافت کیا جائے گا کیوں کہ سنٹر کی طرف سے بڑی clear instructions کی گئی تھیں ۔ کہ کسی قسم کا زور نہیں کیا جائے گا ۔ چیز voluntary ہے ۔ البتہ یہ ضروری ہے ۔ اور آپ نے خود paper میں دیکھا ہے کہ گورنر صاحب نے خود تکلیف کی ہے ۔ ادہر اوہر جانے میں لوگوں کو سمجھانے میں ۔ بلکہ ایک جگہ تو انہوں نے ایک آڑھتی کو ایک کار کی پرمٹ بھی دی جس نے ہمت کی اور ساٹھ ، ستر ہزار من اس نے produce کیے ہیں ۔ تو زور گورنمنٹ نے کہیں نہیں کیا ہے اگر کسی جگہ چھوٹے عمال نے کیا ہو تو وہ چیز ہمارے نوٹس میں لائی جائے تو میں اس ہاؤس کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس کا ضرور دریافت کیا جائے گا ۔ اب گوڈاؤنز میرے خیال میں یہ go downs ضروری ہیں ۔ یہ کہا گیا ہے کہ یہ نہیں ہونے چاہئیں ۔ لیکن ان کی ضرورت ہے ۔ جب تک گورنمنٹ کے go downs جو کہ

ایک قسم کے reserve کے لیے ہیں - وہ اگر reserve میں ہماری چیز پوری بھی ہو تو تب بھی godowns کی ضرورت ہے تاکہ ضرورت کے ٹائم پر issue کر سکیں اور مارکیٹ کے اوپر دباؤ آ گیا تو اس کو help کر سکیں - وہ ضروری ہیں - فی الحال جو کہ Province to Province restrictions ہے District to District پابندی ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے لیکن یہ ضروری ہے - ابھی ابھی دیکھو کہ یہ restriction نہیں ہو تو کیا تکلیف ہو اگر restrictions نہ ہو تو آپ خود خیال فرمائیں کہ کیا ہوتا - جب target پورا ہو جائے یا اگر دیکھا گیا کہ آخیر وقت آ گیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو restrictions ہیں یہ remove کیے جائیں گے پہلے بھی ایسا Provision ہوا کرتا تھا - جب Target پورا ہو جاتا تو as soon as the target is achieved کھلی منڈی ہو جاتی - prices جو fix کی جاتی ہیں - تو ہمیشہ دیکھا جاتا ہے میں خود grower ہوں - میں کہتا ہوں as a grower کہ کاش ۲۰۰ روپے فی من گیہوں ہو جاتا اور مجھے فائدہ ہوتا - ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ یہ ہونا چاہئیے لیکن دوسری طرف ہمیں اس چیز کو بھی دیکھنا ہے کہ کسی کے اوپر unnecessary دباؤ نہ پڑے اور تینوں کے اوپر ایسا ہو جائے کہ ان کا کام بن جائے تو Prices ایسے Fix کی جاتی ہیں - ہو سکتا ہے غلطی ہو گئی ہو لیکن انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کی جائے گی جیسا کہ خواجہ صاحب نے suggest کیا ہے کہ کہ آئندہ کی فصل کے بونے سے پہلے پہلے انشاء اللہ ضرور غور کیا جائے گا - بلکہ اس پر غور کیا بھی گیا ہے - اور یہ ایسا ہو جائے گا کہ لوگ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی Prices کے مطابق بونا بڑھائیں گے - ایک چیز اور میں کہنا چاہتا ہوں کہ کافی مثالیں دی گئی ہیں کہ Fertilizer کی قیمت ۷۵ روپے فی بوری ہے اور گندم کی پچیس اور پچاس فی من تو وہاں raise بہت کم ہے اور Fertilizer میں raise بہت زیادہ ہے - لیکن میں ان کو واضع کرنا چاہتا ہوں کہ مثلاً ایک ایکڑ میں دو بوری کھاد زیادہ سے زیادہ ڈالی جاتی ہے تو وہ اس طرف سے جو گیہوں پیدا ہوتا ہے - وہ اگر اچھی طرح سے پیدا ہو تو ۶۰ من پیدا ہوتا ہے -

اگر کھاد کی بوری کی قیمت زیادہ ہے تو گندم کی پیداوار اس سے بڑھا کر، اس کی قیمت پوری کی جا سکتی ہے - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں - جو اعتراضات تھے، ان کا میں نے جواب دے دیا ہے اور اچھی باتیں کہی گئیں ہیں ان کو دھرانے کی ضرورت نہیں ہے -

Mr. Chairman : Thank you very much. The motion has been talked out. There will be no voting. We have enough discussion.

Now, we pass on to the next item.

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move......

Mr. Chairman : Khawaja Sahib please one minute, I would like to enquire if there is any National Assembly sitting this evening.

(Voices-National Assembly is sitting as a Special Committee).

Yes please Khawaja Sahib you move item No. 4. Item No. 5 will be taken up tomorrow. Tomorrow is reserved for private Members' Day.

MOTION RE : FORMATION OF SPECIAL COMMITTEE TO DRAFT RULES OF PROCEDURE AND CONDUCT OF BUSINESS IN THE SENATE

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :

"That a Special Committee consisting of the following members be formed to draft the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, as required under Article 67 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. The Special Committee shall place the draft Rules before the Senate within three months :—

1. Minister for Law and Parliamentary Affairs (Chairman),
2. Senator Agha Ghulam Nabi Pathan,
3. Senator Mir Nabi Bakhsh Zehri,
4. Senator Syed Qamaruz Zaman Shah,
5. Senator Mahood Aziz Kurd,
6. Senator Mian Arif Iftikhar,
7. Senator Nargis Zaman Khan Kiani,
8. Senator Mir Afzal Khan,
9. Senator M. Zahurul Haq, Bar-at-Law
10. Senator Kamran Khan,
11. Senator Ahmed Waheed Akhtar, and
12. The mover.

Mr. Chairman : The motion moved is :

> "That a Special Committee consisting of the following members be formed to draft the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, as required under Aritcle 67 of the Constitution of the Islamia Republic of Pakistan. The Special Committee shall place the draft Rules before the Senate within three months :—

1. Minister for Law and Parliamentary Affairs (Chairman),
2. Senator Agha Ghulam Nabi Pathan,
3. Senator Mir Nabi Bakhsh Zehri,
4. Senator Syed Qamaruz Zaman Shah,
5. Senator Mahmood Aziz Kurd,
6. Senator Mian Arif Iftikhar,
7. Senator Nargis Zeman Khan Kiani,
8. Senator Mir Afzal Khan,
9. Senator M. Zahurul Haq, Bar-at-Law,
10. Senator Kamran Khan,
11. Senator Ahmed Waheed Akhtar, and
12. The mover.

خواجہ محمد صفدر : یہ معزز ایوان نئے آئین کے تحت گذشتہ سال ۱۴ اگست کو معرض وجود میں آیا تھا یعنی ایک سال سے زائد عرصہ ہوا ہے جب سے یہ معزز ایوان نئے آئین کے تحت معرض موجود میں آیا - دنیا کے دستور کے مطابق ہر ایوان خواہ وہ نیشنل اسمبلی ہو، خواہ سینٹ ہو ، یا صوبائی اسمبلی ہو ، اپنے قواعد و ضوابط خود مرتب کرتی ہے اور اس قسم کے اختیارات بیشتر دستوری دستاویزات میں موجود ہیں اور اگر نہ بھی موجود ہوں تو پھر صحت مند جمہوری روایات کے مطابق ضروری تصور کیا جاتا ہے کہ وہ ایوان اپنے قواعد و ضوابط خود مرتب کرے بلکہ مشہور پارلیمانی مقولہ ہے کہ ہر ایوان کے جہاں تک قواعد و ضوابط کا تعلق ہے خود مختار ہوتا ہے - جناب والا - یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے نہ ہم - جب اور جس وقت بھی چاہتے ہیں ان قواعد کو معطل کرتے رہتے ہیں اور جو ایوان کی مرضی ہوتی

ہے ، اس پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں - یہ محض اس بات کا ثبوت ہے کہ ایوان کا جہاں تک قواعد و ضوابط کا تعلق ہے خود مختار ہے - مکمل طور پر خود مختار ہے - لیکن ظاہر کہ اس سے پیشتر کہ کوئی ایوان معرض وجود میں آئے ، وہ ایوان تو خود تو اپنے لئے قواعد و ضوابط نہیں بنا سکتا - کیونکہ وہ اپنے وجود میں آنے سے پہلے ایسا کیسے کر سکتا ہے - اس لئے آئین میں ایک ایسی شق درج کر دی جاتی ہے - کہ جب تک کوئی ایوان اپنے قواعد و ضوابط مرتب نہ کرے اس وقت تک اور کوئی اعلیٰ و ارفع اتھارٹی ، جیسے ہمارے آئین میں ہمارے صدر مملکت ہیں ہمارے لئے قواعد و ضوابط وضع کریں - لیکن یہ اس وقت تک نافذ رہیں گے جب تک ایوان اپنے لئے خود قواعد و ضوابط مرتب نہ کرے - یعنی یہ عبوری مدت کے لئے ہوں گے اس سے جو فوری طور پر ضروریات ہوں گی پوری ہو جائیں گیں - جس وقت وہ ایوان اپنے قواعد و ضوابط بنا لے گا وہ قواعد و ضوابط خود بخود ختم ہو جائیں گے جو صدر مملکت نے بنائے تھے - اس اصول کے پیش نظر ہمارے آئین میں ایک آرٹیکل درج ہے - میں اسے پڑھے دیتا ہوں - آرٹیکل ٦٧

"(1) Subect to the Constitution a House may make rules for regulating its procedure and the conduct of its business, and shall have power to act notwithstanding any vacancy in the membership thereof, and any proceedings in the House shall not be invalid on the ground that some persons who were not entitled to do so sat, voted or otherwise took part in the proceedings.

(2) Until rules are made under clause (1), the procedure and conduct of business in a House shall be regulated by the rules of procedure made by the President".

اس کی اصل مدعا اور غرض آئین کی رو سے یہ ہے کہ ایوان اپنے قواعد و ضوابط خود بنائے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس آرٹیکل کے تحت اس ایوان پر یہ ذمہ داری ڈال دی گئی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے قواعد مرتب کرے اور اگر وہ ایوان ایسا نہیں کرتا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ایوان اپنے اس آئینی ذمہ داری کو پورا نہیں کرتا جو کہ آئینی طور پر اس پر ڈالی گئی ہوئی ہے -

[At this stage the Chair was vacated by Mr. Chairman and occupied by Mr. Deputy Chairman (Mr. Tahir Mohammad Khan)].

جناب والا ! اس آئینی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے میں نے یہ تجویز کیا ہے - کہ ایک سپشل کمیٹی قائم کی جائے - جس کی تشکیل کے لئے موجودہ واعد و ضوابط میں گنجائیش رکھی گئی ہرئی ہے اور اس سپیشل کمیٹی کو یہ اختیار دیا جائے -

کہ وہ تین ماہ کے اندر اندر قواعد و ضوابط کا ایک مسودہ اس ایوان کے سامنے پیش کرے ۔ اگر کسی دوست کو کمیٹی کے ارکان کے ناموں کے ساتھ اختلاف ہو ۔ تو میں ان کی تراسیم قبول کرنے کے لئے تیار ہوں گا ۔ کیونکہ میرے نزدیک کمیٹی کے افراد کے ناموں کی کوئی اہمیت نہیں ہے اہمیت اس بات کی ہے ۔ کہ ایک کمیٹی معرض وجود میں آئے اور وہ کمیٹی اس نیک کام کو شروع کرے ۔ جو کام اس ایوان کے ذمے آئین کی رو سے ڈالا گیا ہے ۔ جناب والا ! مجھے اس بات کا پورا احساس ہے ۔ کہ گذشتہ چند ماہ ہوئے میں نے اسی قسم کا ایک ریزولیوشن اس ایوان میں پیش کیا تھا اور حکمران جاعت کی طرف سے اس ریزولیوشن کی مخالفت میں یہ کہا گیا تھا ۔ کہ موجودہ قواعد و ضوابط ۔ ۔ ۔

جناب زمرد حسین : پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین ہاؤس میں پیپلز پارٹی کی ایک چھوٹی سی میٹنگ ہو رہی ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میٹنگ نہ کریں بھائی ۔

خواجہ محمد صفدر : تو میں یہ عرض کر رہا تھا ۔ کہ اس زمانے میں یہ کہا گیا تھا ۔ کہ یہ اچھے بھلے قواعد ضوابط ہیں ۔ اگر ان میں میں ترمیم کرنا چاہوں ۔ تو ترمیم کر لی جائے گی لیکن جناب والا میں نے اس ایوان کی آزادی کو پیش نظر دکھتے ہوئے ۔ میرا صدر مملکت کی ذات سے کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ لیکن جہاں تک اس ایوان کی خود مختاری کا تعلق ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں ۔ کہ آئین میں دیئے گئے اختیار کو استعال نہ کرنا اس ایوان کی خود مختاری کو ٹھیس پہنچانے کے مترادف ہوگا اور اس ایوان پر ان قواعد و ضوابط کو مسلط رکھنے کا جو صدر مملکت نے بنائے ہیں ۔ مطلب یہ ہوگا ۔ کہ وہ جب چاہیں ۔ اس میں مداخلت کر سکتے ہیں اور راتوں رات جوشق چاہیں تبدیل کر سکتے ہیں ۔ کیونکہ جب تک انکے تیار کردہ قواعد و ضوابط اس ایوان میں نافذ ہیں ۔ ان کو ترمیم کرنے کا اختیار حاصل رہے گا ۔ لیکن جب ہم اپنے قواعد و ضوابط بنا لیں گے ۔ تو اس وقت صدر مملکت کسی اتھارٹی یا حاکم کو خواہ وہ کتنا بڑا ہو ۔ یہ اختیار نہیں رہے گا ۔ کہ وہ اس ایوان کے قواعد و ضوابط میں کسی قسم کی ترمیم کرسکے ۔ سوائے اس کے کہ یہ ایوان خود ان قواعد و ضوابط میں ترمیم کرے ۔ میں نے ابھی جس واقعے کا ذکر کیا ہے اس کے دوران مجھے یہ دعوت دی گئی تھی ۔ کہ اگر میں چاہوں ۔ تو ان تمام قواعد و ضوابط میں ترمیم پیش کرسکتا ہوں ۔ جو اس کتاب میں درج ہیں اور اگر مجلس قائمہ یا

متعلقہ کمیٹی کے ارکان نے ان ترامیم کو پاس کر دیا - تو وہ سفارش بھی کر دیں گے اور پھر یہ ایوان اگر انہیں پسند کرے گا - تو یہ ترامیم قبول بھی ہو جائیں - میں نے تجربتہ دس بیس ترامیم بھیج دیں - لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے - کہ اس مجلس قائمہ کی ایک Meeting بھی آج تک نہیں ہوئی - ایک سال گذر گیا ہے اور اس کی ایک بھی Meeting نہیں ہوئی - اگرچہ میری تسلی اس سے بھی نہیں - کہ سارے کے سارے قواعد و ضوابط تبدیل کرلیئے جائیں اور اس طرح تبدیل کیئے جائیں اور ترسیم کرنے کے بعد ان قواعد و ضوابط کے ذریعے جن کے ذریعے ترمیم کی جا سکتی ہے - تو پھر بھی میری تسلی نہیں ہوگی - کیونکہ پھر بھی وہ صدر مملکت کے بنائے ہوئے قواعد و ضوابط ہی ہوں گئے - اس ہاؤس کے بنائے ہوئے قواعد و ضوابط نہیں ہونگے - لہذا میں یہ چاہتا ہوں کہ اس preface میں جہاں یہ لکھا گیا ہے -

The Preface of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1974 reads as follows :—

> "In pursuance of clause (2) of Article 67 read with clause (3) of Article 265 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan enacted on the 12th day of April, 1973 the President of Pakistan has made these rules to regulate the procedure and the conduct of business in the Senate of Pakistan."

میں یہ چاہتا ہوں - کہ یہاں یہ لکھا جانے - کہ آئین کے آرٹیکل نمبر ۶۷ سب آرٹیکل ایک کے تحت سینٹ نے یہ قواعد و ضوابط مرتب کیے ہیں - نہ کہ صدر مملکت نے - ان الفاظ کے ساتھ میں نہایت ادب کے ساتھ معزز اراکین سے نہایت دردمندانہ التماس کروں گا - کہ وہ اپنے مقام کو پہنچانیں انکا مقام یہ ہے - کہ ان کو اس آئین میں ، جس آئین پر موجودہ حکمران جاعت کو فخر ہے - کہ انہوں نے بنایا ہے - میں یہ درخواست کرتا ہوں - کہ اس آئین پر عمل بھی ہونے دیں - ورنہ حزب اختلاف یہ کہنے میں حق بجانب ہو گی - کہ آئین کاغذ کا ایک پرزہ تو ضرور ہے - لیکن اس کے کسی صفحے پر خواہ وہ پراونشل اٹانومی ہو - یا کوئی اور صفحہ ہو خواہ وہ اس ایوان کے قواعد و ضوابط بنانے کے متعلق ہو ہم کو حکمران پارٹی اس پر عملدرآمد کرنے سے ہمیں روک رہی ہے - اور یہ محض لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لیے آئین مدوں کیا گیا - ورنہ اس پر عمل کرنے کی کسی کی نہیں نیت ہے - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تحریک اس ایوان میں پیش کرتا ہوں -

Mr. Deputy Chairman : I want to know whether the motion that has been moved is not opposed in the House.

Rao Abdus Sattar : Opposed Sir.

Mr. Deputy Chairman : Now, do you oppose it ?

Rao Abdus Sattar : I oppose the motion, Sir.

Mr. Deputy Chairman : The motion is opposed. The leader of the House is against the motion. Yes, Rao Sahib.

***Rao Abdus Sattar :** Khawaja Mohammad Safdar has moved a motion to set up a Special Committee of the Members of the Senate under the Chairmanship of the Law Minister to framce the rules and regulations of the Senate, Sir. Now, a similar motion moved by Khawaja Mohammad Safdar on the 7th December, 1973 was opposed by the Law Minister on the ground that the work could be entrusted to the Standing Committee of the Senate on Rules of Procedure and Privileges, and the motion when put to vote was rejected by the Senate, Sir, therefore, Khawaja Mohammad Safdar gave notice of a few amendments to the Senate's Rules of Procedure in December 1973 and January, 1974 and these were referred to the Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges for consideration. As the Standing Committee of the Senate for Rules of Procedure and Privileges could not consider the amendments proposed by Khawaja Mohammad Safdar, he has again given notice of a motion to set up a Special Committee of the Senate to frame a draft of Rules of Procedure of the Senate. In this connection Khawaja Mohammad Safdar is likely to say that his amendments were not considered by the Standing Committee during the last seven months and therefore, the proposed Special Committee should be set up. Khawaja Mohammad Safdar has so for suggested only 10 amendments to the existing rules. No amendment has been proposed by any other honourable Member of this House. It does not, therefore, appear necessary to point a Special Committee of the Senate to redraft all the existing Rules, 235 in number, Sir. The business of the Senate has been going smoothly even without carrying out the amendments proposed by Khawaja Mohammad Safdar. There has, therefore been no urgency involved in considering these amendments while there are much more important problems which need immediate and undivided attention of the Government.

Motion of Khawaja Mohammad Safdar to appoint a Special Committee of the Senate to prepare a draft of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, should therefore, be opposed as desired by the Law Minister. The amendments proposed by him in the existing Rules, however, may be considered by the Standing Committee as early as convenient for the Committee, Sir.

It is my humble submission to the House, through you Sir, that at this stage it should be rejected.

---

*Speech not corrected by the honourable Senator.

Mr. Deputy Chairman : The mover is not here. I don't know whether after your this learned speech he would like to withdraw it or not.

Mr. Ahmad Waheed Akhtar : Point of information.

جناب والا ! میں اس پر یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جو مجلس قائمہ رولز آف پروسیجر کے بارے میں بنائی گئی ، سیکرٹریٹ ہمیں بتا سکتی ہے کہ کبھی بھی کوئی میٹنگ بلائی گئی ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : سیکرٹریٹ تو آپ کو نہیں بتا سکے گی - - -

جناب زمرد حسین : جناب والا ! اتفاق سے میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں سیکرٹریٹ کی طرف سے بار بار یقین دہانیاں کرائی گئیں مگر صرف یقین دہانی تک محدود رہی ہے اس سلسلے میں کوئی نوٹس نہیں لیا گیا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : کوئی اور صاحب اس موشن کی اہمیت پر بولیں گے ؟

Mr. Shahzad Gul would you like to speak some thing on the motion?

جناب شہزاد گل : جناب والا ! میں اس موشن کی اہمیت پہ مختصراً عرض کرتا ہوں جناب والا ! جیسا کہ محترم خواجہ صاحب نے فرمایا ہے اور ہمارے Rules کے Preface میں یہ ایک تحریر ہے ۔

> "In pursuance of clause (2) of Article 67 read with clause (3) of Article 265 of the Constitution........"

آرٹیکل 265 کلاز (3) اسکا ہے ۔ یہ صرف اس آئین کی بعض دفعات کو عمل میں لانے کیلئے آرٹیکل 265 میں یہ اختیارات پریذیڈنٹ کو حاصل تھے اور انہی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے یہ رولز جو بنائے گئے تھے یہ permanent رولز جو ہیں یہ رولز آف پروسیجر ، اس سینٹ کے بنائے ہوئے نہیں ہیں ، سینٹ کو آرٹیکل 67 میں یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ان Rules کو بھی adopt کرے لیکن ایک Special Committee ضرور بنائے اور وہ ان سارے Rules کو consider کرے اس کے بعد جناب والا ! انہی کو adopt کرے ، وہ سینٹ کے بنائے ہوئے Rules ہوں گے اور پھر وہ آئین ذمہ داری اور آئینی حق جو سینٹ کو حاصل ہے اسکی requirements پوری ہو جائیں گی۔ جسطرح کہ ابھی وحید اخترصاحب، زمرد حسین صاحب اور خواجہ صاحب نے بھی اسکا ذکر کیا ہے جناب والا ! اس session میں جناب چیئرمین صاحب کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما تھے ہم نے protest بھی کیا

کہ Privilege Committee کی ابھی تک کوئی میٹنگ نہیں بلائی گئی ، میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں ایک سال گزر گیا ہے لیکن ایک دفعہ بھی اسکی میٹنگ نہیں بلائی گئی جناب والا ! لیڈر آف دا ہاؤس نے ساری amendments کا ذکر کیا ہے ۔ خواجہ صاحب کی amendments کو بھیجے ہوئے سات ماہ ہو گئے ہیں مگر آج تک ان کو consider نہیں کیا گیا آٹھ ماہ میں consider نہیں ہوا تو پھر کب consider ہوگا جناب والا ! ساری کمیٹیاں کام کر رہی ہیں صرف یہ ایک کمیٹی ہے جو کہ کام نہیں کر رہی ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! ایک اور بات ہے کہ خواجہ صاحب کی ایک Privilege motion تھی جس وقت خواجہ صاحب کو گرفتار کیا گیا تھا اور اس پر یہاں Privilege motion پیش ہوئی اور ہاؤس نے اسے admit کیا اور اسے کمیٹی میں بھیجا گیا ، میرے خیال میں آٹھ نو مہینے گذر چکے ہیں لیکن ابھی تک اس Privilege motion کو کمیٹی نے consider نہیں کیا ۔ تو کمیٹی تو ایسے برائے نام ہے ۔

راؤ عبدالستار خان : برائے نام نہیں ہے

جناب شہزاد گل : اگر کیمٹی consider کرے بھی اور amendment کر بھی لیں تو پھر بھی سینٹ کا آئینی حق جو ہے وہ پورا نہیں ہوگا آرٹیکل 67 میں اپنے نئے رولز بنانے کا اختیار سینٹ کو ہے وہ Privilege committee کے تقاضے پورے نہیں ہوتے لہذا میں خواجہ صاحب کے اس motion کہ Special committee بنائی جائے پرزور تائید کرتا ہوں ۔ یہ Rules ایک سرے سے دوسرے تک سارے جلدی میں بنائے گئے چونکہ اس وقت سینٹ نیا ادارہ تھا ، اسکا قیام عمل میں آنا تھا اس لئے ان میں کافی خامیاں ہیں اور آپ خود بھی جانتے ہیں کہ اس میں کتنی خامیاں ہیں ۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ کمیٹی رپورٹ ہاؤس میں پیش کرے اور پھر سارا ہاؤس دوبارہ اس کو consider کرے تو پھر جو Rules بنیں گے وہ سینٹ کے Rules ہوں گے اور وہ سب کیلئے قابل قبول ہوں گے ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : زمرد حسین

جناب زمرد حسین : جناب ڈپٹی چیئرمین ! میں خواجہ صاحب کی اس تحریک جو قوائد ضابط بنانے کیلئے پیش کی گئی ہے میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں ۔ مجھے یہ جان کر بڑی حیرت ہوئی ہے کہ اس ایوان کے لیڈر نے اس تجویز کی مخالفت اس بنیاد پہ کی کہ صاحب ! قوائد و ضوابط موجود ہیں اور ان میں ترمیمیں لائی جا سکتی ہیں یہ تو احساس زیاں جاتا رہا والی بات ہوگئی ۔ کہ اگر یہ تحریک جو خواجہ صاحب ہمارے

سامنے لائے ہیں وہ اس معزز ایوان کی عزت کیلئے ہے اس اختیار کو بحال کرنے کیلئے ہے جو آئین نے اس ایوان کو دیا تھا اور جسے سلب نہیں کیا گیا لیکن ضروریات نے اس اختیار کو ختم کر دیا ہے - اگر آج اس اختیار کو بحال کرنے کی بات کی جاتی ہے تو سب سے زیادہ خوشی لیڈر آف دا ہاوس کو ہونی چاہیے تھی لیکن مجھے دکھ ہوا ہے اس بات کو جان کر کہ لیڈر آف دا ہاوس جنہیں سب سے زیادہ اس ایوان کی عزت کا اس کے تقدس کا اور اسکی حرمت کا احساس ہونا چاہیے وہ اس تجویز کی مخالفت کرتے ہیں اور وہ اس کیلئے دور ازکار داری لگا رہے ہیں اور اس کے رستے بتائے جا رہے ہیں کہ صاحب اس کو اسطرح التوا میں ڈالا جا سکتا ہے اسطرح التوا میں ڈالا جا سکتا ہے جناب والا ! یہ بات حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی نہیں ہے بلکہ اس ایوان کے ذی وقار کی بات ہے لہذا میں آپکی یہ وساطت سے یہ درخواست کرونگا کہ صاحب ! اس ایوان کی حرمت کی خاطر کبھی تو ہم یہ مہربان ہو جایا کریں اور کبھی کبھی تو ہماری صحیح بات کو مان بھی لیا کریں ہم کمزور سہی اپنی بات زور سے نہ منوا سکتے سہی لیکن اس میں تو ہم برابر کے شریک ہیں اس میں تو ہم سے تعاون کیجئے - تاکہ ہم اس ایوان کی عزت کیلئے کچھ کر سکیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ نے میرا وسیلہ اختیار کیا میں آپکی یہ جو ہمدردانہ اپیل ہے انکو منتقل کرتا ہوں - جی اور کوئی صاحب بولیں گے ؟

جناب محمد ہاشم خان غلزئی : جناب چیئرمین ! یہ تحریک نہایت ہی اہم ہے اور اس میں جمہوریت کو اس ملک میں فروغ دینے اور جمہوری قدروں کو استوار کرنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے میرے محترم دوست لیڈر آف دی ہاوس نے نہ معلم کن وجوہات کی بنا پر اسکی مخالفت کی - آئین کی دفعہ 67 میں واضح طور پر یہ درج ہے - کہ Rules کو جو عارضی طور پر پریذیڈنٹ آف پاکستان بنائیں گے ان پر اس وقت تک عمل کیا جائیگا جب تک کہ سینٹ کی ایک کمیٹی اس قسم کے Rules وضع نہ کرے اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ سینٹ میں - - -

> The Senate may make rules for the procedure or conduct of business of the House.

عرض یہ ہے کہ اس ملک میں ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے جمہوریت کو بحال کر دیا ہے ہم جمہوری قدروں کو فروغ دیتے ہیں اور یہاں پر ایک ایسا معاشرہ قائم کرتے ہیں - - - اور یہاں پر ایک ایسا معاشرہ قائم کرتے ہیں جہاں پر کہ ہر ایک آدمی کو ہر ایک فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو

صحیح طور پر استعمال کرے اگر ہم اس اصول تسلیم کرتے ہیں - ہم اس ملک میں جمہوری قدروں کو فروغ دینا چاہتے ہیں - تو پھر اس بات کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا کہ ہم arbitrary قانون کو ان رولز آف پروسیجر کو جو پریزیڈنٹ نے بنائے ہیں ان کی اصلاح کریں اور وہ جاری رہیں اور اس جمہوری اختیار سے فائدہ حاصل کریں جو اس آئین نے اس پارٹی نے منظور کیے ہیں اور یہ تمام متفقہ طور پر منظور ہوئے ہیں اور اس میں یہ اختیار اس ہاوس کو دیا گیا ہے - اس اختیار کو استعمال کرنے سے انکار کر دیا - اب یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی ہے - مجلس قائمہ ہے - وہ بحال ہے اور وہ اس قسم کے کام کر سکتی ہے - گذشتہ ایک سال کے تلخ تجربے نے اب ہم پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ موجود حزب اقتدار انہیں یک طرفہ قوالین کے زریعے اس ایون میں کاروائی کرنا چاہتی ہے - مجلس قائمہ کی ایک سال کے عرصہ میں کوئی بھی میٹنگ نہ بلانا اس کی ذمہ داری بھی میں اس قائد ایوان کے ذمے ڈالنے کی جسارت کرتا ہوں - باقی جہاں تک ان کا یہ اعتراض ہے کہ یہ مجلس قائمہ کا کام ہے وہ کرے گی تو اس موشن میں جو کہ خواجہ صاحب نے پیش کی - اس میں اس مجلس قائمہ کی تقریباً تمام ارکان ممبر ہیں - اس کے علاوہ بھی اس ہاوس کے اراکین کے نام ہیں - اس میں اگر یہ مل کر کام کریں اگر وہ کام کر رہے ہیں تو یہ اور بھی خوشی کی بات ہے اس پر اس کے اعتراض کا کوئی جواز نہیں ہے - تو میں اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ جمہوریت اور اصولوں کی قدروں کو مدنظر رکھتے ہوئے کم از کم اس اچھی تجویز کی مخالفت نہ کریں - بلکہ اس کی تائید کریں - اس میں مجلس قائمہ کے ارکان بھی ہیں اور دوسرے حضرات بھی ہیں - اور تین مہینے کے اندر اپنے اس کام کو کر کے اس ایوان کی عزت اور وقار کو بڑھائیں گے - اور اس کے انکار کرنے سے میرے خیال میں جمہوری قدروں کی عزت افزائی نہیں کریں گے -

جناب راؤ عبدالستار : میں جناب والا ! آپ کی وساطت سے ہاوس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو proposal آئی ہے اور جو دوستوں نے suggestions دی ہیں - - - آج اس میں لاء منسٹر بھی نہیں ہیں یہ میرے خیال میں کسی اور دن کے لیے ڈیفر کر دی جائے ، وہ بھی آ جائیں گے کوئی نہ کوئی مجلس قائمہ بنی ہوئی ہے اور اس کی جلد از جلد میٹنگ کرائیں گے اور جو خواجہ صاحب لائے ہیں - اس کے متعلق ان سے تفصیلاً گفتگو کر کے اس کا کوئی نہ کوئی حل سوچیں گے -

خواجہ محمد صفدر : جیسا آپ کہیں ، میں تو دوستوں کے ہر حکم کی تعمیل کے لیے تیار ہوں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں سمجھتا ہوں کہ زمرد حسین صاحب نے جو اپیل کی ہے اس کا کچھ اثر ہوتا ہوا مجھے نظر آتا ہے ۔

خواجہ محمد صفدر : میں اپنے دوستوں کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ مجھے قطعی طور پر اصرار نہیں ہے کہ اسی وقت فیصلہ کیا جائے ۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ صحیح فیصلہ ہو ۔ اس ایوان کی سر بلندی کے لیے ہم سب کو اس طرف بیٹھے ہوئے دوست وہ بھی اور اس طرف بیٹھے ہوئے وہ بھی سب کو مل جل کر کام کرنا چاہیے ۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے ۔ کہ اس میں اختلاف رائے ضروری ہو ۔ اس لیے جیسے میرے دوست کہتے ہیں سرتسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ۔

Mr. Deputy Chairman : The motion is deferred to some other day.

I think, about item number 5 in agenda the Chairman has already said. There is no business before the House.

The House stands adjourned to meet again tomorrow at 9.00 A.M.

———

The House adjourned to meet again at nine of the clock in the morning on Saturday, August 31, 1974.

———